ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

افغان شعری ورثہ اور کثیر اللِسانی ادبی روایات: ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی کی بطور تذکرہ نویس علمی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

Afghan Poetic Heritage and Multilingual Literary Traditions: An Analytical Study of Dr. Abdul Rauf Rafiqui's Contributions as a Biographer

1.Mansoor Ahmed Jamali,Lecturer Urdu ,College Education Department Government Degree College Johi,District Dadu Province Sindh.
mansoorjamali233@gmail.com

2. Syed Ashiq Ali
Assistant Professor in URDU
Govt Islamia Arts / Com college & Post Graduate Studies Center Sukkur
syedalisindh@gmail.com

3.Munawr Hassan vice principal Alrayyan institute for islamic sciences Quetta Balochistan,
munawarhassan643@gmail.com

Abstract

Dr. Abdul Rauf Rafiqui is a distinguished scholar and biographer in Urdu, Persian, and Pashto literature, renowned for his contributions to the preservation of Afghan poetic heritage. His seminal works, **"**Shakaristan Roh" and "Sheer-o-Shakar**"**, compile the lives, literary achievements, and poetic expressions of Afghan poets, thereby highlighting the cultural and linguistic interplay among Urdu, Persian, and Pashto. In *Shakaristan Roh*, Rafiqui documents nearly 400 Afghan poets in Urdu, offering a comprehensive account of their literary contributions and underscoring the historical significance of Afghanistan in Persian literary traditions. This work received wide recognition in academic circles and earned him an honorary award from Balochistan.

Similarly, *Sheer-o-Shakar* emphasizes the coexistence of Pashto and Persian poetry, reflecting on the broader theme of dialogue between civilizations. Rafiqui's research demonstrates that Afghan poets not only enriched Persian and Pashto literature but also made notable contributions to Urdu, thereby establishing a tri-lingual literary legacy. His writings reveal the intellectual depth of Afghan scholars and poets, while also situating their work within the socio-political and cultural contexts of South and Central Asia.

By integrating biographical sketches, literary analysis, and historical perspectives, Rafiqui's scholarship provides a vital resource for understanding the evolution of Afghan literary traditions. His works serve as a bridge between languages and cultures, reinforcing the importance of literature as a medium of unity, dialogue, and cultural continuity. Thus, Dr. Abdul Rauf Rafiqui's contributions stand as a cornerstone in the study of Afghan poets and their enduring impact on Urdu, Persian, and Pashto literature.

Keywords:Shakaristan Roh-Sheer-o-Shakar-Afghan Poets-Linguistic Interaction-Iqbal Studies-

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

پروفیسر ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی اردو، فارسی اور پشتو ادب کے ایک معتبر محقق اور تذکرہ نویس ہیں جنہوں نے افغان شعرا کی علمی و ادبی خدمات کو محفوظ کرنے کے لیے گراں قدر تصانیف پیش کیں۔ ان کی کتابیں **"شکرستان روہ "** اور **"شیر و شکر "** نہ صرف افغان شعرا کے کلام اور حالاتِ زندگی کو یکجا کرتی ہیں بلکہ زبانوں کے باہمی تعلق، تہذیبی ہم آہنگی اور علمی ارتقاء کو بھی اجاگر کرتی ہیں۔ ڈاکٹر رفیقی نے اپنی تحقیق کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ پشتون اور افغان شعرا نے اردو، فارسی اور پشتو تینوں زبانوں میں لازوال خدمات انجام دی ہیں، اور ان کی علمی کاوشیں برصغیر اور وسط ایشیا کی ادبی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیق کی دیگر اردو کتب کا تعلق اقبالیات سے ہے۔اقبال کو افغانستان سے بہت لگاؤ تھا اسی لیے ڈاکٹر عبدالروٗف نے اپنی کتب میں خصوصاً افغانوں کو ہی موضوعِ بحث بنایا اور اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ بھی افغان اہلِ قلم اور اقبال شناسی پر پایا تکمیل پہنچایا ہے۔

"شکرستان روہ "میں افغان شعرا اور" شیر و شکر" میں پشتون شعرا پر تحقیق کے بعد اس تحقیق کو یکجا کر کے کتب کی صورت میں پیش کر کے لازوال علمی اور ادبی کارنامہ سر انجام دیا ہے جس پر انہیں حکومتِ بلوچستان کی طرف سے ایکسیلنس ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کی تصنیف شکر ستان روہ میں فارسی کے افغان شعراء کے متعلق مباحث ہیں۔اس کتاب میں ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے افغانستان کے تقریباً 400 کے لگ بھگ شعراء کا تذکرہ کیا ہے اس کتاب کو وطن پبلکیشنز کوئٹہ نے 2010ء میں شائع کیا۔کتاب خوب صورت سرور ق کے ساتھ ساتھ اے فور سائز میں مجلد ہے جس کی لکھائی چھپائی اور معیار کافی حد تک بلند ہے۔اس کتاب میں افغان شعراء کا اردو زبان میں تذکرہ کیا گیا ہے جو کہ بین اللسانی روابط کی مضبوط کڑی ثابت ہوئی۔

کتاب کے شروع میں مقدمہ اور اس کے بعد علامہ عبدالحئ ،ڈاکٹر عارف نوشاہی ،حاوی اعظم ،ڈاکٹر سعود الحسن روہیلہ اور ڈاکٹر رفیق کی کتاب کے متعلق ادوار درج کیے گئے ہیں۔جو کہ اپ کے بہترین اساتذہ ہیں۔

اس قوم کی خاصیت یہ ہے کہ اس نے تین زبانوں اردو، فارسی اور پشتو زبان میں سرمایہ چھوڑا ہے پشتو میں جہاں خوشحال خان خٹک ،رحمان بابا، نواب محبت خان اور عبدالحمید بابا جیسے شہرت یافتہ شعرا پائے جاتے ہیں وہاں اردو میں جوش ملیح آبادی، احمد فراز، خاطر غزنوی، حفیظ ہوشیار پوری اور اداجعفری قابلِ ذکر ہیں۔ اسی طرح فارسی میں نواب غلام مصطفٰی خان شیفتہ، امیر مینائی اور داغ دہلوی نے بھی اپنے فن کا لوہا منوایا۔

افغانوں کو دو زبانوں پشتو اور فارسی پر پورا عبور ہوتا ہے۔ اکثر شعراء نے فارسی اور پشتو میں کمال کی شاعری کی ہے، جیسے خوشحال خان خٹک، محبت خان محبت وغیرہ، جبکہ ہندوستان جانے والے شعراء نے فارسی، پشتو اور اردو —تینوں زبانوں میں اپنے فن میں نام کمایا ہے۔ اس بات کی ضرورت تھی کہ افغانوں کی ان زبانوں میں ادبی خدمات کے حوالے سے تحقیق کی جائے، جو کہ اس مقالے میں ڈاکٹر عبدالروف رفیقی کی بطورِ تذکرہ نویس کی حیثیت سے کی ہے۔ ڈاکٹر عبدالروف رفیقی ایک معروف پشتون سکالر ہیں، جنہوں نے اقبالیات میں پی ایچ ڈی کی ہے۔ ان کی یہ کتاب پڑھنے کے حوالے سے ہماری ضرورت کو کافی حد تک پورا کرتی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"عارف نوشاہی شکرستان روہکے حوالے سے لکھتے ہیں زیر نظر تذکرہ دیکھ کر یہ بات سامنے ائی ہے کہ وہ علاقے جہاں پشتو زبان بولی جاتی ہے یا تہذیب اور اخلاق شامل ہیں وہاں کے شعراء فارسی میں بھی شاعری کرتے ہیں۔اس سے ہمیں فارسی ادب کی اہمیت کا ثبوت ملتا ہے فارسی شاعری کرنا ایک بے تکلفی کی علامت ہے۔اس تذکرے سے زبانوں کے تعامل اور باہمی تعلقات کی اہمیت واضح ہوتی ہے اس تذکرے سے اپنی روایات افکار اور نظریات کو منتقل ہوتا ہوا دیکھا جاسکتا ہے۔اس طرح یہ کتاب محض شاعروں کا تذکرہ نہیں بلکہ علمی تصنیفات کا ایک تعارف نامہ ہے "۔(1)

اگر ہم کتاب کا بغور جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ فارسی ادب میں افغانستان کا جو کردار رہا ہے، اسے ہم کبھی نہیں بھول سکتے۔ کتاب کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہماری قوم پشتون پرست ہے اور دوسری زبانوں کے خلاف تعصب بھی پایا جاتا ہے۔ احمد شاہ ابدالی ایرانی اور فارسی کے مخالف ہیں۔اُن کی شاعری اِس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کم ظرف شخص نہیں تھے۔بہت سے پشتون شعرا نے شاعری کے ذریعے فارسی ادب کی خدمت کی ہے۔اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران کے ساتھ اُن کی کشمکش سیاسی نہیں بلکہ لسانی تعصب پر مبنی تھی۔

اِس کے علاوہ، دیگر افغان شعراء نے جب پشتو فراموش کر دی تو بھی فارسی زبان میں شاعری جاری رکھی، کیونکہ فارسی اُس دور میں ایک ایسی زبان تھی جو نہ صرف دفتری اور سرکاری تھی بلکہ تعلیم و تعلّم کا ذریعہ بھی تھی۔ اگر اِس کو دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو بہت سے تعلیم یافتہ لوگ بھی اِسے ہر دور میں سیکھتے رہے ہیں۔ حافظ رحمت خان کا قول ہے کہ ایک سردار کے لیے تلوار کے ساتھ ساتھ دیوان کا حامل ہونا بھی ضروری ہے۔اِسی طرح اردو کے ساتھ ساتھ فارسی زبان بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔

کندھار کا دربار ہو یا بریلی کی حویلی، رام پور کا گلاہ ہو یا بھوپال کی محفل، افغانوں نے ہر جگہ علم و ادب کی سرپرستی کی ہے۔ اِن ریاستوں کے حکمران افغان اور سرحدی علاقوں سے بلائے جاتے تھے۔اُن کے وظائف مقرر کر کے ہندوستان میں اُن کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔1857ء میں دہلی اور لکھنؤ کے علاوہ بھوپال اور رام پور کی محفلیں سجائی جاتی تھیں۔ یہاں کے حکمرانوں نے نہ صرف علماء و فضلا کو پناہ دی بلکہ جو علماء و ادیب انگریزوں سے لڑتے تھے، اُن کے بچاؤ کا اہتمام بھی کیا گیا۔

19ویں صدی کے آغاز میں برصغیر سے فارسی زبان کو نکال دیا گیا، اور انگریزوں نے اپنی حکومت قائم کر لی۔ اسی وجہ سے ہی ہندوستان میں علاقائی سطح پر فارسی کو اہمیت حاصل ہوئی۔ اِن ریاستوں کے اندر اُن کی حوصلہ افزائی گئی۔ اس کے بعد آزادی ہوئی تو اِن ریاستوں کے خاتمے کے ساتھ ہی برصغیر سے فارسی کا ادبی عمل ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔

افغانستان میں فارسی ماضی کی حیثیت رکھتی ہے، اور حال بھی یہی ہے۔ وہاں کے بیشتر لوگوں کی مادری زبان فارسی رہی ہے۔ کچھ لوگ مختلف قبیلوں سے تعلق رکھتے تھے، لیکن اُن کی ماضی کی زبان فارسی کہلاتی تھی۔ اِن کے بعد کے لوگوں نے پشتو کے ساتھ ساتھ فارسی میں بھی شاعری کی۔ مگر حیرت ہماری اِن کے اُن قبائل پر ہے جن کی مادری زبان شروع سے آج تک پشتو رہی ہے، اور وہ اپنے قبائلی نشست گاہوں میں ہی قیام پذیر رہے۔ پھر بھی اُنہوں نے پشتو کے ساتھ ساتھ فارسی بھی سیکھی اور اِس پر بے شمار کتب تصنیف کی ہیں(2)۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

اس کتاب کی اشاعت نے اردو ادب کے نامور اور محققین کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے اور اپنی پسندید گی کو اہمیت دی ہے۔"شکرستان روہ" کو ادبی دنیا میں جو پذیرائی ملی اس کا اندازہ ماہرین اقبالیات محققین اور تنقید نگاروں کے تبصروں سے مختلف ہیں معروف ادبی شخصیت ڈاکٹر حاوی اعظم شکستان روہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے شعرائے اردو ادب میں تعارف پیش کرتے ہوئے اپنی تصنیف کو نہ صرف اردو بلکہ فارسی کے قائلین کے لیے آسان کرکے پیش کیا ہے۔ اگر تعارف فارسی میں پیش کیا جاتا تو تحقیق پر توجہ نہ دی جاتی۔ چند شعراء کے نام جو اُنہوں نے اپنی تحقیق اور تصنیف میں لکھے ہیں، جن میں موضوع خوشحال خان خٹک، اشرف خان ہجری، کاظم خان شیدا، عبدالقادر خان خٹک، بھائی جان صاحبزادہ، عبدالرحیم مخلص، خلیل اللہ، خلیل عبدالحدی، عبدالرحمن وغیرہ شامل ہیں۔(4) (3) "

"اگر دو سال پہلے بھی کتاب کا نام شکرستان روہ رکھا جاتا تو کتاب کے متن کی جانب توجہ مرکوز نہ ہوتی۔ اگر کتاب کا نام افغان شعرا کے نام پر ہو تو نہ صرف موضوع اور متن کی عین مطابق ہو گا بلکہ کتاب کا سرورق دیکھتے ہی مقصد اور متن فوراً واضح ہو جائے گا "۔(5)

زمینی لحاظ سے پشتون ہندوکش کے سلسلے سے لے کر درہ سندھ کے کناروں تک آباد ہیں۔ اِس قدیم آریائی قوم کی تاریخ میں نشیب و فراز کے ایسے بے شمار دلچسپ واقعات میسر ہیں جو عالمی سطح پر اپنی مثال آپ قائم کرتے ہیں۔

سینٹرل ایشیا کے کئی حملہ آوروں کی زور آزمائی سے لے کر بیسویں صدی کے اختتام اور 21ویں صدی کے آغاز تک سپر پاور سے مقابلے کا سلسلہ جاری رہا۔ ماضی میں برطانیہ سے محروم دنیا کے مختلف ممالک کو زیر تسلط کرتے ہوئے افغانیوں تک پہنچے۔ افغانستان میں سلطنت برطانیہ کا سورج غروب ہونے کو ایمانی قوت سمجھا جانے لگا، اور دنیا کو ہمیشہ کے لیے برطانیہ کے عذاب سے نجات دلائی گئی۔

شکرستان روہ کی اشاعت ایک حساس ملک پر ہو رہی ہے۔ جب دنیا بھر میں مغربی میڈیا کے ذریعے صرف افغان اور پشتون کے خلاف منظم پروپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ افغانستان ہو یا پاکستان کے قبائلی علاقے، یہاں پر مختلف قسم کے ڈرامے کیے جاتے ہیں۔ عالمی حربے استعمال کیے جاتے ہیں، اور عالمی طاقتیں جو ہیں، اُن کو رسوا کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف شکستہ نما میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ دنیا کو یہ باور کروایا جائے کہ دہشت گرد نہیں بلکہ محب وطن ہیں۔ محب وطن ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف میدانوں میں وہ نمایاں رہے ہیں۔ اِس قوم کے علم اور عربی تاریخ بھی نہایت اہمیت اور صداقت کی حامل ہیں۔ پشتون نہ صرف اپنی زبان میں علمی ادب و خدمات سر انجام دے چکے ہیں بلکہ دیگر عالمی زبانوں کی علمی ترقی اور نشو و نما میں بھی نمایاں کارنامے سر انجام دے چکے ہیں۔

جیسی قوم کا ماضی اتنے مستحکم علمی بنیادوں پر مستور ہو، اُس قوم کے لیے دہشت گرد اور خودکش بننا تیار ہونا ممکن نہیں۔ البتہ، یہ زمینی لحاظ سے مشرق اور مغرب کو ملانے کا کام کر رہی ہے۔ فتنہ نے افغانستان کو خشکی کے اِس اہم شاہراہ پر آباد کرکے شاید دنیا کے سیاسی، جغرافیائی، تجارتی اور مذہبی معاملات میں توازن برقرار رکھنے کا حامل قرار دیا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

افغانستان نے ہر وقت ہمہ تن بیرونی جارحیت کا مقابلہ کیا ہے اور اِس خطے میں اپنی پالیسیاں عملی کرنے کی جدوجہد شروع کی ہے۔ 1886ء میں روسی سفیر افغانستان آیا اور اُس کے مد مقابل برطانیہ نے بھی اپنا باقاعدہ پہلا ایلچی افغانستان بھیجا۔ اُن دونوں طاقتوں کو خطے میں افغانستان کی سٹریٹجک اہمیت اور فوقیت کا ادراک اُسی وقت ہوا تھا۔

اسی بنا پر علامہ اقبال نے بھی ایشیا کے امن، خوشحالی، ترقی اور بربادی کو افغانوں کے امن، خوشحالی، ترقی اور بربادی سے مشروط کیا تھا۔ پشتون حکمرانوں نے نہ صرف تلوار پر اتفاق کیا بلکہ قلم کو بھی اپنا شعور بنایا۔ کشمیر، دہلی، لاہور، بھوپال، حیدرآباد دکن، ملتان، شاہجہان آباد اور سندھ وغیرہ میں اپنے علمی کارنامے سرانجام دیے۔ فارسی کی ترویج اور ترقی میں فارسی بولنے والوں کے علاوہ دیگر اقوام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اِس سلسلے میں پشتون فیملی نے اہم کردار ادا کیا۔ فارسی شاعری کے حوالے سے شکرستان روہ میں اِس کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اِس میں فارسی میں بالعموم فارسی اور شاعری کے ارتقاء بالخصوص پشتون کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ پشتون ادیب، شعراء، علماء، مصنفین اور محققین کی سوانح زندگی کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔

> اِس کے علاوہ بین الاقوامی تحقیقی کاوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے اور اُن کو دنیا کے علم و ادب سے روشناس کرایا گیا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو تحقیق کا ذوق رکھتے ہیں اور اِس بارے میں آگاہی رکھتے ہیں، اور اِس جستجو میں رہتے ہیں، مگر مواد کی عدم دستیابی کی وجہ سے مختلف مشکلات کا شکار ہیں۔ اِن تمام حضرات کی مشکلات کو حل کرنے کے لیے مستند ماخذ کی مدد سے تحقیق مرتب کی گئی ہے (6)۔

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیق کی کتاب "شکرستان روہ" اردو زبان میں لکھی گئی ہیں۔ اردو ہماری قومی زبان ہے اور بلوچستان میں اردو کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ بلکہ ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے برصغیر میں اس کے کام اور ادب کے اثرات کو سراہا ہے اس کو اسلامی فیض یافتہ بھی کیا ہے جس طرح سندھ کو باب اسلام کہا جاتا ہے ڈاکٹر نام الحق کوثر نے اس طرح بلوچستان کو اسلام کا پہلا گہوارہ قرار دیا ہے۔

اس پر لکھتے ہیں۔

> "اردو زبان کی ماہیت اور صلاحیت اظہار قابل داد ہیں۔ یہ برصغیر کے خطے کو راز اگئی جو باہر راست عرب حاملین اسلام سے فیضیاب ہوئے ہیں بلواسطہ اسلامی تہذیب و تمدن متاثر ہوا ہے لہذا بلوچستان جو برس کے لیے سب سے پہلے افتاب اسلام سے منور ہوا اردو زبان سے بے بہرا ہو سکتا تھا۔" (7)

ڈاکٹر عبدالرؤف اردو زبان کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے فارسی اور پشتون شعرا کے کلام اور احوال کو اردو زبان میں شکرستان روہ کی صورت میں پیش کیا اس تصنیف میں 435 شعرا کا تذکرہ ہے اس تذکرہ میں حروف تہجی کی ترتیب سے فارس کے افغان شعرا کا تذکرہ پیش کیا ہے کتاب کے شروع میں درج ذیل تبصرہ شامل ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی کی اردو تصنیف شیر و شکر میں پشتون شعرا کو زیر بحث لایا گیا ہے شیر دودھ کو کہتے ہیں جبکہ شکر کا مطلب ہے میٹھا یعنی کہ میٹھا دودھ۔

پشتون کا شمار قدیم اریائی قوم سے ہوتا ہے جو ہندوؤں کی وادی کے ساحل تک پھیلا ہوا تھا اس قوم کا ایک قدیم تہذیب فارس ہے اور فارسی اس طریقے کی اہم زبان ہے ایک زمانے میں فارسی زبان وسط ایشیا سے لے کر برصغیر پاک و ہند تک پھیلی ہوئی تھی اور ایران کے ساحلوں تک بولی جاتی تھی۔

اسی بنا پر مختلف مفکرین نے عربی کے بعد فارسی زبان کو فروغ دیا۔ اِن میں علامہ سید جمال الدین افغانی اور علامہ محمد اقبال بہترین مثال ہیں۔ بہت عرصے تک فارسی زبان ایک سرکاری زبان کی حیثیت رکھتی تھی۔ دوسری طرف، مختلف علماء اور شعراء نے ادب فارس اور تحقیق و تخلیق کے حوالے سے بہترین کارنامے سرانجام دیے ہیں۔

اسی سلسلے میں ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی کی تصنیف "شکرستان روہ" قابل ذکر ہے، جس میں تقریباً 400 کے لگ بھگ شعراء کے احوال، آثار، اور تفصیلی تذکرہ بہترین کلام کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، جنہوں نے فارسی زبان میں شاعری کی۔

اسی طرح، اہل فارس میں بھی ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی کی کتاب "شیر و شکر" نے ایک وقت میں پشتو اور فارسی دونوں زبانوں پر عبور حاصل کیا۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے اپنے ایک انٹرویو میں "شیر و شکر" کا تعارف بیان کرتے ہوئے کہا:

> " 2003 میں، اُس وقت ایران کے صدر محمد خاتمی تھے۔ اُنہوں نے اقوام متحدہ کو تجویز دی کہ 'ڈائیلاگ بیٹوین سویلائزیشن' کا سال قرار دیا جائے، یعنی تمدنوں اور تہذیبوں کے درمیان گفتگو کا سال قرار دیا جائے۔ تو عین اُسی زمانے میں، یعنی 2003ء میں، افغانستان میں پشتو اور فارسی بولنے والے ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔ فارسی بولنے والے پشتو بولنے والوں کو مار رہے تھے، اور پشتو بولنے والے فارسی بولنے والوں کو مار رہے تھے۔ تو میں نے سوچا، یہ تو سیاسی اور عالمی ایجنڈے ہیں، لیکن اہل علم و ادب نے قوموں کو جو پیغام ابدی اور پیغام جاوداں دیا ہے، میں نے اسی آئیڈیا پر کام کرنا شروع کیا اور 'شیر و شکر' کو لکھا۔(8) "

انسان بہت دفعہ غلط چیزوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ رنگ، نسل، جغرافیہ، اور بعض اوقات دیگر فروعی اختلافات کی بنیاد پر ایک دوسرے کا خون بہاتا ہے۔ لیکن ادب انسان کو ہر وقت سلامتی، اخوت، اور یگانیت کا درس دیتا ہے۔ انسان کو محبت اور عاجزی میں رہنے کا درس دیتا ہے اور احساسات کو سمجھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اِس سے 20 سال پہلے، جب افغانستان میں لوگوں کا خون بہایا جارہا تھا، تو اُس وقت دیگر حساس لوگوں کی طرح ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے بھی افسوس کرنے میں مصروف رہے۔ اُنہوں نے کبھی مایوسی اور ناامیدی کو اپنے راستے میں آنے نہیں دیا اور اپنی مایہ ناز کتاب تصنیف کی۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی **"شیر و شکر"** کی وسعت، حدود و قیود کے متعلق لکھتے ہیں:

> "شیر و شکر کی یہ صنعت شعر و ادب کی تاثیر کی ایک نمایاں دلیل ہے، جو انسان کو تمام حدود و قیود سے بے نیاز کر کے بین الاقوامی انسان کے ذہن اور دائرے میں ایک دوسرے سے منسلک کرتی ہے۔(9) "

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

زبان تہذیبوں کی سفیر ہوتی ہے۔ 2001ء میں ایران کے اُس وقت کے صدر محمد خاتمی نے اقوام متحدہ کو ایک تجویز دی کہ 2003ء کو تہذیبوں کے درمیان مکالمے، گفتگو، اور بین تمدن کا سال قرار دیا جائے۔ اقوام متحدہ، جس کا مقصد عالمی ہم آہنگی ہے، نے اِسے قبول کیا۔ ڈاکٹر عبدالرؤف کے مطابق، اگر اقوام متحدہ انسانی امن و سلامتی کے لیے اہم کردار ادا کرتی رہے اور اُن کی تحقیقات کی پذیرائی بھی کرتی رہے، تو تیسری دنیا کے پسماندہ خطوں میں بسنے والی اقوام کی زبانوں پر کام اور سرپرستی کی عالمی سطح پر ضرورت ہے۔ اِن زبانوں کے الفاظ، اصطلاحات، تہذیبی طور طریقوں پر مربوط انداز میں تحقیق و تبادلہ اقوام میں ایک دوسرے کو سمجھنے میں معاون ہو سکتا ہے۔

"شعر و شکر" میں ڈاکٹر عبدالروف رفیق کی نے جن شعرا کا تذکرہ کیا ہے ان میں احمد شاہ ابدالی ،اختر محمد اول اسلم شاہ بادام ،گل چشتی بھائی جان صاحبزادہ تاج الملوک، خان حبیب اللہ ،حضرت شاہ حکیم ،محمد عیسی خدا بخش خوشحال خان خٹک،از محمد سید احمد شاہ ،افضل شاہ عالم ،عبدالرافع ،عبدالرحمن بابا ،محمد رفیق ،محمد دین ،محمد شریف جانا کاکر کندھاری ،محمد ظاہر ابدالی ،محمد یعقوب پشینی ،معز اللہ خان، ملا شاد خان، میاں نعیم مرزا عبدالرحیم میر علی انڈر نجیب نور اللہ الخان اور یونس جیسی شخصیات شامل ہیں۔

الف سے شروع ہونے والے نامور شعرا میں عبدالقاسم ،ابو محمد ہاشم ،احسن خان افغانی ،احمد جان تاج ،احمد جان خان ،طیب احمد خان ،احمد خان احمد ،احمد خان افغانی ،احمد خان ،مولوی احمد خلیل اور احمد شاہ ابدالی شامل ہیں۔

اب القاسم کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "اب القاسم کا تعلق قبیلہ صافی سے تھا ابو محمد ہاشم کا شمار پشتو کے بہترین شعرا میں ہوتا ہے تیسری صدی کا یہ شاعر بلند مقام رکھتا ہے۔"

احسن خان افغانی کے متعلق ڈاکٹر عبدالروف رفیق لکھتے ہیں:

> "تین تذکرے میں موصوف سے متعلق درج ہے کہ آپ شاہجہاں آباد کے رہنے والے تھے فرصت کے اوقات میں کبھی کبھی شعر پڑھا کرتے تھے۔"

مولوی احمد خان کے متعلق لکھتے ہیں کہ جناب مولوی احمد پشاور کے رہنے والے تھے اور تصوف سے خاصی دلچسپی رکھتے تھے۔

احمد جان خان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ کا ایک فارسی میں مقالہ تحریر ہوا جو کہ 1312 ہجری کے اختتام پر شائع ہوا۔ 26 صفات پر مشتمل ہیں اور فیصل عبدالشکور کے کتابی خانے میں ایک کتاب کی شکل میں محفوظ ہے۔

احمد شاہ ابدالی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ بانی مجد داور فاتح مشہور ہیں آپ کا کام تاریخ کی اہمیت میں خاصہ بڑا ہے اور اسی اہمیت کی بنا پر افغانستانوں نے انہیں بابا کا خطاب دیا احمد شاہ عبدال کی ابتدائی زندگی کے بعد ڈاکٹر عبدالرؤف نے حکومتی سرگرمیوں کے متعلق بیان کیا ہے کہ حکومت سنبھالتے ہی احمد شاہ عبدالی نے ملک گیری کا عزم لیا افغانستان بخارا حراسہ فتح کر کے ہندوستان کا رخ کیا اور 1174 میں پانی پت کے میدان میں 10 لاکھ بے جگڑوں سے لڑ کر انہیں شکست دی اور آپ پھر اس کے بعد افغانستان ائے اور انہوں نے بے شمار تصانیف لکھیں جو کہ خاص طور پر پشتو دیوان میں شامل ہے۔

احمد شاہ ابدالی کی تصوف پر لکھی ہوئی کتاب قلمی نسخہ محفوظ وزارت اور اطلاعات اور ثقافت کا قلمی نمونہ بھی محفوظ ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

احمد شاہ کو مرحوم میاں فقیر اللہ جلال آبادی شکارپور نے عربی میں مکتوبات لکھیں اس کے بعد ڈاکٹر عبد الرؤف رفیقی کے مطابق روشنی تحریک سے وابستہ بھی رہے ان کے والد کا نام برہان خان تھا اور تعلق قبیلہ خیشگی سے تھا پنجاب کے شہر قصور میں رہنے والے تھے اور بایزید بسطامی کے خلفاء میں سے تھے آپ کو بے شمار زبانوں جیسے پشتو فارسی ہندی اور عربی میں عبور حاصل تھا ان کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

"پشتو دیوان"

"حضرت رسول خوب"

"ارزانی" کا منشور رسالہ

"چھاپ امار"

"ہندی دیوان"

"فارسی دیوان"

"عربی دیوان"

" دازدانی "

" المحققین"

آپ کے فارسی کلام میں بے شمار فکری اثرات پائے جاتے ہیں جن کو تصوف اور روحانی کی باریکیوں سے زیر بحث لایا گیا ہے۔

انشاء اللہ خان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انشاء اللہ خان کا تعلق حکیم میر ماشاء اللہ کے خاندان سے ہے، جو کہ کے افغان کے رہنے والے تھے۔ انشاء اللہ خان نے پشتو قواعد میں بھی حصہ لیا، اور انہوں نے پشتو دانی میں بے شمار کتب تحریر کیں۔ انہوں نے "دریائے لطافت "میں پہلی اردو گرامر کے ساتھ پشتو گرامر بھی لکھی۔ انشاء اللہ خان مرشد آباد میں پیدا ہوئے، لیکن شاہ عالم کے زمانے میں دلی آ گئے۔ شاہ عالم نے بڑی قدر کی، لیکن دلی کی تباہی کے بعد انہوں نے لکھنو کا رخ اختیار کیا اور پھر نواب سعادت علی خان کے دربار سے وابستہ ہوئے۔ اپنی آخری زندگی ان کے پاس گزاری اور 1817ء میں وفات پائی۔

اس کے بعد بایزید بسطامی، بیوجان، برکت خان، برکت اللہ، برہان الدین، بسم اللہ مغموم، بشیر الدین، بلقیس، بہائی جان صاحبزادہ، اور بہاول دین شامل ہیں۔

ڈاکٹر عبد الرؤف رفیقی نے ان کے احوال اور شاعری کو اکٹھا کر کے اپنے مقالہ میں پیش کیا ہے، جس کا تذکرہ درج ذیل ہے:

> بھائی عزیز انصاری سراج الدین بایزید انصاری کے خاندان سے ہیں، جو لندن میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ سولہویں صدی کے نامور صوفی، بزرگ، شاعر، مبلغ، عالم، مجاہد، اور ادیب گزرے ہیں۔ ان کی تحریک میں کئی عوامل شامل ہیں، جن میں سے ایک ان کی پیدائش کے ایک سال بعد پانی پت کے میدان پر ابراہیم لودھی کو شکست دینا تھا، جس کی وجہ سے افغان حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد ایک اہم سبب روحانی انتشار بھی تھا۔

ان کی تصانیف میں "خیر البیان"، "مقصود المومنین"، "صراط الطالبین"، "حال نامہ "اور پشتو رسم الخط شامل ہیں۔ "خیر البیان "کو چار زبانوں—پشتو، عربی، فارسی، اور پنجابی—میں تحریر کیا گیا۔ اس کا کلمی نسخہ پشتو اکیڈمی کے بانی مولانا عبد القادر نے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

جرمنی میں دریافت کیا، جو کہ 1927ء میں شائع ہوا۔ اس کے مقدموں اور حواشی میں انہوں نے اس کا عکس بیان کیا ہے، جو کہ 1354ء میں شائع ہوا۔

کامل کے آثار و تالیفات میں درج ذیل کتب قابل ذکر ہیں:

آثار و تالیفات:

کلیات خوشحال خان خٹک: انتقادی متن کی ترتیب، مفصل مقدمہ، اور مفصل تعلیقات کے ساتھ شاعر کا مفصل تعارف۔ پشاور سے شائع ہوئی۔

دیوان سکندر خان خٹک: انتقادی متن کی ترتیب، مفصل مقدمہ، اور مفصل تعلیقات کے ساتھ پشاور سے شائع ہوئی۔

تاریخ مرصع 1974ء: میں پشاور سے شائع ہوئی۔ اس میں انتقادی متن اور مفصل تعلیقات شامل کیے گئے ہیں۔

خوشحال خان خٹک: اردو میں خوشحال خان کی حیات و افکار پر تحقیق۔ یہ کتاب 1951ء میں پشاور سے شائع ہوئی۔

رحمان بابا: رحمان بابا کی حیات و افکار پر مشتمل یہ تحقیقی و تعارفی اثر 1951ء میں پشاور سے شائع ہو چکا ہے۔

لار علی خان کے قبیلے سے متعلق تحقیق 1959ء: میں لار مجلہ میں شائع ہوا۔

کامل محمد کو حکومت پاکستان نے ان کی خدمات کے اعتراف میں "پرائڈ آف پرفارمنس" بھی دیا تھا، لیکن کامل نے اسے مسترد کر کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ اس کو علمیت کی توہین سمجھتے تھے، کیونکہ بقول ان کے، یہی ایوارڈ ایک گلوکار یا فلمی اداکار کو بھی دیا جاتا ہے، اور ایک دانشور اور سکالر کو بھی۔ اس وجہ سے انہوں نے یہ ایوارڈ قبول نہیں کیا۔

سلطان شاہ کاکڑ پشتو اور فارسی کے مشہور شاعر تھے۔ سب سے پہلے ادبی دنیا میں پروفیسر ولی محمد خان سیال کاکڑ نے انہیں متعارف کرایا۔ اگرچہ اس سے پہلے حافظ خان محمد مرحوم نے اپنے تذکرہ "کسے گلاں" میں مولف پر مختصر تعریف فرمائی تھی۔

ملا سلطان شاہ، ملا جھان گل کے بیٹے اور مشہور شاعر اور عالم دین ملا جان محمد کاکڑ کے پوتے تھے۔ پروفیسر سیال کاکڑ نے ان کا قبیلوی تعارف یوں کیا ہے": ملا سلطان شاہ بن ملا جان گل بن ملا جان محمد کاکڑ بن خان محمد بن داوان بن سلطان مرجان زئی بر ایم زئی بیان زئی شمازئی سنزر خیل کاکڑ۔"

ملا سلطان شاہ کے آثار و تالیفات پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر عبد الرؤف رفیقی لکھتے ہیں:

> "ملا سلطان شاہ کے ہزاروں تعریفات کے متعلق ابھی تک ہماری تحقیقات پوری نہیں ہے صرف حافظ خان محمد نے مختصر تذکرہ کیا ہے کہ اخلاق و تصوف کے موضوع پر ایک پشتو فارسی منظوم کتاب لکھی ہے جو تصوف کے مسائل کے متعلق ہے جو کہ احکام ناصحہ کے نام سے موسوم ہے البتہ ایک مثنوی پشتو میں لکھی ہے جو تصوف کے مسائل کے متعلق ہے اور ایک فارسی مسنوی لکھی ہے جبکہ پروفیسر کاکڑ نے بھی ان کے پشتو و فارسی اشعار کے دفتر کا تذکرہ کیا ہے۔"

ان کے فارسی کلام میں گرتو داری تمیز سلطان شاہ ندائی طالب علم کن پند بشنوز سلطان شاہ شامل کتاب کیا گیا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

شبیر حسن خان، جوش ملی آبادی، شبیر حسن نام جوش تخلیق شاعر انقلاب خطاب نسلاً علی خیل آفریدی اردو وفارسی کے مشہور شاعر تھے اردو شعر وادب کے حوالے سے ان کی خدمات و تجربات ایک مستقل ب آپ کی حیثیت رکھتے ہیں رگوں میں پٹھان خون مزاج میں جوش و جذبہ ماحول ملی آباد کا تو واقعہ جوش جیسا شاعر بن سکتا ہے۔

جوش نے ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی اردو فارسی کتابیں پڑھیں پھر انگریزی کے لیے ستاپور سکول لکھنو پھر علی گڑھ کالج داخل ہوئے مگر کچھ گھریلو مصروفیات کی وجہ سے مزید تعلیم جاری نہ رکھ سکے 1924ء میں جوش سرکار نظام میں دارالترجمہ سے منسلک ہو گئے 1944ء میں ناظر ادب کے عہدے سے علیحدہ ہوئے کچھ عرصہ دلی میں اپنا ادبی رسالہ کلیم نکالتے رہے پھر ہندوستان کے معروف سرکاری رسالے ''آج کل'' کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے 1948ء سے 1955 ءمیں تقسیم ہند کے 10 سال بعد 1957ء میں پاکستان تشریف لے ائے اور یہیں پر سکونت اختیار کی جوش نے 1982 ءمیں رحلت فرمائی۔جوش کی شخصیت شاعری اور فن پر بے شمار مقالہ نگاروں نے ارکریزی سے کام کیا ہے کئی نقادوں نے ان کے فن کو تنقید کی کسوٹی پر پر کھا۔ کئی سخن واران نے ان کی ادبی عظمت کو داد تحسین سے نوازااور بعض نے انہیں ملحد کہاتو کئی نے ان کی پوجا کی ہے۔

لیکن جوش کی فارسی شاعری کے متعلق ڈاکٹر سبت حسن رضوی نے جو کچھ لکھاوہ بھی مسلمہ حقیقت ہے جدید چورائے اردو میں جوش کی شاعری کے متعلق لکھا گیا ہے کہ اگرچہ جوش کے موضوعات شاعری جدید تھے مگر پھر بھی وہ کافی اوزان کے کالے سے باہر نہیں نکلے اور اپنے خیالات کو نہایت اچھے طریقے سے بیان کیاجوش نے اپنے پر جوش اور گرمادینے والے اشعار کے ذریعے ستم دیدگان کو تازہ روح فراہم کی ہیں یہ کہنا بے جانا ہو گا کہ برصغیر پاک وہند کی آزادی میں افکار جوش نے اہم کردار ادا کیااور کئی بار غیروں کی قید وستم کی زد میں رہے لیکن اپنے موقف پر ڈٹے ہی رہے اور اپنے منظومات میں سیاسی افکار کا اظہار کیا۔

اردو حروف تہجی میں ص تاغ میں ڈاکٹر عبدالروف رفیقی نے جن افغان شعرا کا تذکرہ کیا ہے ان میں صاحبزادہ حمید اللہ صاحبزادہ سید غلام قادر صادق قندہاری، صالح محمد بڑیچ صالح محمد ہوتک صدیق صدیقی صفی اللہ صیام الدین کچوری ضیاء الدین لاجوری طاہر قندہاری عابد پشاوری عارف افغانی عاشق علی خان ایماء خٹک عائشہ افغان عبدالباری غیرت عبدالجبار بنگش عبدالاحد خالیز عبدالحفیظ تاثیر عبدالحق زبور عبدالحلیم مردانی عبدالحمید افغانی عبدالحمید خان صوفی عبدالحمید خان قندہاری عبدالحنان عبدالحنان عبدالحنان احقر عبدالحنان حامی عبدالحئ حبیبی عبدالحئ ناطق عبدالخالق اخلاص عبدالرحمن ازہر القادری عبدالرحمن باباعبدالرحمان پژواک عبدالرحمن ثانی روکاعبدالرحمن چمکنی عبدالرحمن لودین،ربی مولانا فضل الرحمن فیضان فضل محمود مخفی فقیر محمد خنجری فیض اللہ خان فیض اللہ قریشی اور فیض محمد آخوندزادہ شامل تصنیف ہیں۔ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے ان شعراء کے کوائف آثار اور ان کے فارسی کلام کو بھی شامل کتاب کیا ہے اختصار مقالہ کی وجہ سے بزیل میں چند ایک کو ہی پیش کیا جاتا ہے۔

پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ 1306 ہجری ق کو کلی فیض آباد جانب جنوب شہر پشین میں پیدا ہوئے انہوں نے میٹرک 1957 ءمیں ہائی سکول پشین ایف اے کوئٹہ کالج 1957 ءبی اے 1960 ءڈگری کالج کوئٹہ ایم اے اردو 1963 ءپنجاب یونیورسٹی پرائیویٹ ایم اے عربی 1964 ءپنجاب یونیورسٹی پرائیویٹ ایم اے فارسی 1965 ءپنجاب یونیورسٹی پرائیویٹ ایم اے اسلامیات پنجاب یونیورسٹی پرائیویٹ ایم اے تاریخ 1971 ءپنجاب یونیورسٹی پرائیویٹ ایم اے سیاسیت ء1972 پنجاب یونیورسٹی پرائیویٹ ڈپلومہ لغات تطبیقی ریاض یونیورسٹی سعودی عرب 1978ء19 نومبر 1960 ءکو صاحبزادہ حمید اللہ کا بطور ایس ایس ٹی آرڈر ہوا۔25 ستمبر 1995 ءکو آپ نے ریٹائرمنٹ لے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

لی۔ پروفیسر صاحبزادہ ہمیں دلہ کی عدمی خدمات کو عباسی نے یوں قلم بند کیا ہے۔ آپ پانچ زبانوں پشتو عربی فارسی اردو انگریزی میں شاعری کرتے تھے ان سپانوں میں نظم ونصر کی 52 کتب تباہ ہوئی جبکہ غیر متبہ کتب کی تعداد 53 ہے 1962 ءاور 1980ء سے پشتو ادبی بورڈ کی تاسیس رکھی 1974 ء میں مشین میں انجمن شور ادب کی بنیاد رکھی اور آپ کے علم و ادبی خدمات کے اعتراف میں 1990ء میں پشتو عالمی کانفرنس کوئیٹا گولڈ میڈل 1995ء میں یوتھ ارگنائزیشن کی جانب سے گولڈ میڈل حاصل کیا 1997 ء میں خدمت خلق فاؤنڈیشن کی جانب سے گولڈ میڈل اور 1998ء میں پشتو کلچرل اور سوسائٹی راولپنڈی کی جانب سے گولڈ میڈل عطاہوا۔

پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ کی تصنیف اور تالیفات کی فہرست بہت لمبی ہے ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کے مطابق ان کی کتب جو کہ پشتو عریبک عربی زبان میں لکھی اور 52 صفات پر مشتمل ہے جو کہ اردو پشتو فارسی اور انگریز زبانوں میں ہے اور ان کی صاحبزادہ حمید اللہ چونکہ فارسی میں بھی شاعری کرتے اور فارسی سے بے حد محبت رکھتے تھے تو انہوں نے ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کے فارسی کلام میں سے غزل کا انتخاب کیااور اس کو اپنی کتاب میں شامل کیا۔ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کے مطابق طاہر کندھاری کی تفصیلی حالات نہیں مل سکے اس کے بعد عارف افغانی ان کا اصل نام بسم اللہ تھااور قلمی نام عارف افغانی تھاان کا تعلق کاکر گھرانے سے تھاکیم جنوری 1940 ءمیں صلہ پشین کہ ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اپنی ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی اور اس کے بعد دینی تعلیم کے لیے قرات سبعہ و ثلاثہ پڑھیں اور ساتھ اسلام اکیڈمی میں نویں تک تعلیم حاصل کی۔

1958ء سے شاعری شروع کی۔ ابتدائی طور پر پشتو شاعری سے آغاز کیا، اور پھر فارسی، عربی، پنجابی، اور اردو میں بھی شاعری کرنے لگے۔ پروفیسر ولی محمد کاکڑ کے مطابق، عارف نے انسانی زندگی اور کائنات کی گہرائی سے تعلق رکھنے والے موضوعات کو اپنے اشعار میں سمویا۔ جو کچھ ہاتھ آتا تھا، اسے اشعار میں لکھ لیتے تھے۔ عارف افغانی کے افغان حیات برجستہ مزین سے نمایاں کیے گئے ہیں، اور ان کے اشعار اصلاحی، فلسفی، اخلاقی، اور تنزیہہ کے مطابق ہیں۔

علامہ عبدالحئ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ پشتو زبان، ادب، اور تاریخ اس حوالے سے نہایت خوش قسمت ہے کہ علامہ عبدالحئ جیسے شاعر اور عالم پیدا ہوئے۔ ان کے قلم اور تحقیقات ہمیشہ پشتو ادب کے بنیادی ماخذ رہے ہیں، اور ان کے نوشہ جات کو ابواب دوام کی حیثیت حاصل ہے۔ تاریخ، تحقیق ہو یا تنقید، نثر ہو یا شعر، کون سا دبستان ہے جس میں اس خوش نوا بلبل نے اپنی آواز کا جادو نہ جگایا ہو؟

علامہ عبدالحئ کا تعلق اندھار کے مردوم خیظ خطے کے ایک نہایت علمی اور ادبی گھرانے سے ہے۔ آپ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ والد اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے، اور میراث میں کچھ کتابیں اور بعض رسائل چھوڑ گئے۔ 1299ء میں آپ نے کندھار کے شاہی مار مکتب میں داخلہ لیااور چھ سال تک اس ادارے سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔

علامہ عبدالحئ کندھار کے مردوم خیظ خطے کے ایک نہایت علمی اور ادبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ 1306ء میں تحصیل علم سے فارغ ہوئے اور کم عمری میں ہی درسگاہ مدرسے میں مقرر ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ شہر کے بڑے بڑے مدارس میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ مدرسہ نظامیہ دکن، ہندوستان کے فارغ التحصیل تھے اور فقہ الحیات کے استاد مانے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ، آپ ایرانی دانشوروں جیسے سید حسن تقی زادہ، علامہ مرزا احمد، سید محمد جمال زادہ وغیرہ کے علمی اور ادبی خدمات سے مستفید ہوئے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

آپ نے بے شمار تحقیقی اصولوں پر کام کیا۔ علامہ عبدالحئ اپنی زندگی میں مختلف ملازمتوں میں مصروف رہے اور علم و ادب کو فروغ دیتے رہے۔ آخر کار، فلک ادب کا یہ درخشندہ آفتاب 1364ء میں غروب ہو گیا۔ علامہ عبدالحئ نے اپنی 74 سالہ زندگی میں سینکڑوں علمی، ادبی، تاریخی، اور سیاسی تحقیقات کی۔ انہوں نے انگریزی میں بھی مقالہ جات تحریر کیے۔ علم و ادب کے بے شمار نایاب تحفے ان سے منسوب ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے علامہ عبدالحئ کی تالیفات، تصنیفات، تراجم، اور مقابلہ جات کی فہرست تیار کر کے اسے اپنے مقالے میں تحریر کیا:

"نصر ادارہ رسالہ ہفتگی"

"نشر اور ریاست مجلہ کابل"

"نشر جلد خود اموز پشتو"

"ملی بسبر"

"وضع اصطلاحات"

"تاریخچہ"

"تاریخچہ ادویات"

"پیغام شہید"

"اشارے دیوان تیمور شاہ افغان"

"تحقیقات راجہ"

"خلیلی نامہ"

"شاعرانہ اندیشہ"

"پشتو تاریخ و لغت"

"اسمانی نغمی"

"امیر کروڑ"

"پشتو نثر"

"پشتو شعراء"

"افغانستان بعد از اسلام"

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے جن شعرا کا تذکرہ کیا ہے ان میں فاضل محمد فضل، فضل حق شیدا، فضل ربی، مولانا فضل الرحمن، فضل محمود، فقیر محمد، فیض اللہ خان، فیض اللہ قریشی، فیض محمد، قاسم علی خان آفریدی، قاضی عبدالصمد، قاضی عبدالواحد، قاضی علیم اللہ، قاضی محمد یوسف قاسم، مہر عالم قلندر، قیام الدین خادم، کاظم خان شیدا، کرولدین، کریم داد خان، کفایت اللہ خان، قلب علی خان، گلباچہ گل محمد، افغان گوہر خان گوہر، قابلی لال بادشاہ، لال محمد قریشی، مہار فقانی مجیب اللہ، محمد اسد ملتانی، محمد اسحاق، محمد اسلم، خان محمد اسماعیل، محمد اکرم خان، محمد امین، محمد اندلیب، محمد انور، محمد جان، صاحبزادہ محمد جان، محمد عمر خان، محمد غوس خطب شاہی پشاوری، محمد فیاض الدین خان، محمد مظفر، محمد نوائف

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

،نائب محمد یار ،مروت محمد یعقوب ،محمد یوسف ،محمد ہاشم ،محمد فرانی ،مراد علی ،صاحبزادہ مرتضی خان ،دورانی مرزا ابراہیم ،مرزا امان اللہ خان ،مرزا حنان ،مرزا عباس ،مرزا عبد احمد کشمیری ،مرزا عبد الرحیم ،مرزا محمد ایوب ،مرزا احمد جان ،مرزا منصور مسافر ،مروت مظفر خان ،مروت منصور شاہ خان ،میاں جناب کاکا خیل ،میاں حسیب گل ،میاں احمد اللہ ،فقیر میاں قمر الدین ،میاں کریم داد ،میاں گل صاحبزادہ ،میاں نعیم ،میاں وسیم ،میجر صاحبزادہ میر احمد شاہ رضوانی ،میر عبد الرحیم ،مرزا میر عبد اللہ ،میر عبد الحادی ،میر علی انڈر ملی ،علی نواز میر ،محمد حسن فطرت جیسے شعراء شامل ہیں۔

''مقصود المومن'' کو عربی میں تحریر کیا گیا جو انہوں نے اپنے بیٹے شیخ عمر کے کہنے پر لکھی جو تصوف اور کئی شرعی موضوعات سے متعلق ہے اس کا قلمی نسخہ مولانا محمد شفی کی لائبریری میں موجود ہے۔

ڈاکٹر عبد الرؤف رفیقی نے ب ،پ ،ت سے جن شعراء کا تذکرہ کیا ہے ان میں پروین یژواک ،پروین فیض ،پیر محمد کاکر ،پیر معظم شاہ تاج ،بیگ ممنون ،تاج الملوک ،تیمور شاہ دورانی اور ثنا اللہ خان لودھی شامل ہیں۔ خواتین شورہ میں پروین یژواک اور پروین فیض کا ذکر زیادہ ملتا ہے۔

ڈاکٹر عبد الرؤف لکھتے ہیں کہ پروین یژواک کا شمار افغانستان کے جدید فارسی شاعرات میں ہوتا ہے اور آپ 1966ء میں قابل میں پیدا ہوئی آپ نے افغانستان میں تعلیم حاصل کر کے روسی انقلاب برپا کیا۔

اس کے علاوہ آپ نے فارسی میں چند نمونے بھی پیش کیے ہیں جن میں زمستان صدف ترسم شامل ہے۔

پیر محمد کاکڑ کا شمار درخشندہ ستارے میں ہوتا ہے انہوں نے پشتو شاعری میں اپنی الگ سبق بنانے کی کوشش کی۔ تکمیل علم کے بعد انہوں نے علم کی سرزمین میں قدم رکھا اور اپنی بہترین صلاحیتوں سے خوبصورت شاعری کا انداز اپنایا پیر محمد کاکڑ میں حضرت جی قبرستان میں شاہ ویالہ کے کنارے دفن ہیں۔

آپ کی تالیف درج ذیل ہے۔

''معرفت الافغانی''

یہ پشتو زبان کی پہلی کرامہ ہے جو پیر محمد کاکر نے شہزادہ سلیمان کے لیے لکھی۔

''ض دیوان پیر محمد کاکڑ یہ دیوان'' پشتو میں شائع کیا گیا اور اس کے آخر میں پشتو رباعیات مخمس اور آنکھوں میں چند فارسی اشعار پیش کیے گئے جو کہ امیر محمد پشاور کی جانب سے دلی میں شائع ہوا۔

پشتون کی یہ تاریخ احمد شاہ بابا کے کہنے پر پیر محمد کاکڑ نے لکھی۔ یہ پشتو نسخہ امیر عبد الرحمن کے دربار میں موجود تھا، لیکن یہ نسخہ 1300 ہجری کے بعد کسی بیرونی ملک لے جایا گیا، اور اس کے بعد اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔

پیر محمد کاکڑ نے فارسی ادبیات میں بہت کام کیا، اور ان کا فارسی سے بہت گہرا تعلق تھا۔ انہوں نے فارسی شاعری میں بھی کافی مطالعہ کیا۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر کے مطابق، پیر محمد کاکڑ نے سعدی اور حافظ کی طرح شیرین فارسی شاعری کی۔ ڈاکٹر انعام الحق لکھتے ہیں کہ آپ کے پشتو کلمات فارسی اور عربی میں لکھے گئے ہیں۔

تیمور شاہ درانی، تیمور شاہ درانی مشہور و معروف افغانی فاتح احمد شاہ ابدالی کے بیٹے تھے۔ والد کی وفات کے بعد 1786ء میں تیمور شاہ درانی تخت نشین ہوئے، اور اپنی حکومت سنبھالتے ہی دارالسلطنت کو قندھار سے کابل منتقل کر دیا۔ احمد شاہ ابدالی کے انتقال کے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

بعد پنجاب میں سکھوں نے بغاوت شروع کر دی، جسے تیمور شاہ نے کچل دیا۔ تیمور شاہ نے ہندوستان پر کئی بار حملے کیے۔ تیمور شاہ تقریباً 22 سال تک حکومت کرنے کے بعد 1208ء میں انتقال کر گئے۔

مرشد کے فارسی کلام کے انتخاب میں ہمارا منبع بہترین ہے، جسے عزیز الدین وکیلی نے مرتب کیا۔ موضوعات کو ترتیب دینے کے علاوہ، ان کی جلد سوم اور جلد پنجم میں باقاعدہ عنوانات کے تحت 14 صفات پر تیمور شاہ کے فارسی اشعار کو لاجواب قرار دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے 30 شعرا کا ذکر کیا ہے، جن میں جمال کندھاری، جنونی کندھاری، حافظ محمد خان، حافظ رحمت اللہ خان، حافظ سید نجیب، حافظ شیر محمد، حافظ محمد ابراہیم، حافظ محمد صدیق، حافظ نصیر الدین، حافظ یار خان، حبیب اللہ، حبیب اللہ رفیع، حسن کندھاری، حضرت شاہ حکیم محمد عیسیٰ ترین، حکیم محمد یوسف، حمد اللہ، مولوی حمید اللہ، حمید خلیل اللہ، خلیل خوشحال خان خٹک جیسے شعرا شامل ہیں۔

چاند کا تعلق پشتون خاندان سے ہے۔ انہوں نے پشتو کے علاوہ فارسی زبان میں بھی خصوصی نظمیں تحریر کیں۔ ان کا اصل نام جانان ہے، اور ان کے بزرگ مشہور علماء تھے۔ جبکہ خود چاند بھی ایک عالم انسان تھے، اس لیے ان کے خاندان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کے خاندان میں پہلے شاہ جوئی اور بعد میں تحصیل علم سے فارغ ہو کر مرغانامی مقام پر سکونت اختیار کی۔ ایک خط جو خلیفہ محمد عثمان نقشبند نے موصوف کو بھیجا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلام رسول خان کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی میرا نسب چاہے تو میں خلجی ہوں۔ میرے عزیز و اقارب ہیں، جبکہ مرغا میرا مسکن ہے، اور میں عبدالرحیم شاہ کی اولاد سے ہوں۔

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی ان کی تالیفات کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کا پشتو اور فارسی میں دیوان ہے، جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس کی پہلی جلد 235 صفحات، دوسری جلد 494 صفحات، اور تیسری جلد 298 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کل 1027 صفحات بنتے ہیں۔

حافظ خان محمد بلوچستان کے حوالے سے علمی و ادبی دنیا کے مختلف حلقوں کے لیے حافظ خان محمد مرحوم کی خدمات عرصہ دراز تک یاد رکھی جائیں گی۔ اس لیے اس خطے میں شمع عرفان اور چراغ علم و ادب روشن کرنے والی اس ہستی کا تعلق ضلع پشین کی کلی خانو زئی سے ہے۔ نسلاً پانی زئی کاکڑ تھے، والد کا نام عبدالرحیم تھا۔ حافظ خان محمد نے 16 اگست 1957ء کو وفات پائی۔ پسماندگان میں فرزند حاجی عزیز الرحمان پانی زئی ہیں، جو ایک خلیق انسان ہیں اور طباعت و کتب فروشی کے آبائی پیشے سے وابستہ ہیں۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے ہیں۔ دوسرے صاحبزادے حبیب الرحمن ہیں، جبکہ تیسرے فرزند کا نام فضل الرحمن ہے، جو ممتاز ماہر تعلیم مانے جاتے ہیں۔ ان کے آثار و تالیفات درج ذیل ہیں:

"مختصر سیرت پشتو" میاں عبدالحکیم کاکڑ کا مختصر سیرت پشتو مطبوعہ 1370 ہجری میں شائع ہوا۔

"پنج گنج" فارسی حاشیہ مطبوعہ

"تحفہ نصائح" کا فارسی حاشیہ مطبوعہ

"نور الظلم" پشتو اور فارسی ترجمہ

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"دکسے گلدان" یہ پشتو شعرا کا تذکرہ ہے جس میں 123 شعرا کا تعارف و نمونہ کلام شامل ہے حافظ خان محمد کے لائق بیٹے عزیز الرحمن نے پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ خان صاحب کے مقدمے کے ساتھ 1979ء بمطابق 1409 ہجری کو 240 صفحات پر شائع کیا جو ایک مستحسن اقدام ہیں۔

دیوان حافظ خان محمد یہ حافظ خان محمد مرحوم کے اشعار کا دیوان ہے جس کو ان کے بیٹے عزیز الرحمن بانی زائی نے پروفیسر صاحبزادہ حمید اللہ خان کے مقدمے اور پروفیسر ولی محمد خان سیال کاکڑ کے تعارف کے ساتھ 1958ء باب مطابق 1405 ہجری کو 87 صفات پر شائع کیا ہے۔ اس میں غزلیات نظم رباعیات متفرقات کے علاوہ فارسی شاعری کے نمونے شامل ہیں جبکہ حافظ خان محمد کے غیر مطبوعہ کتب ذیل میں ہیں۔

"ہزارہ احادیث" پشتو میں ترجمہ

"الانسان" محی الدین ابن عربی کی تعریف کا پشتو ترجمہ

"تاریخ الحکماء قدیم حکما کا تذکرہ تاریخ الحکمہ" کا پشتو میں ترجمہ

"اسلامی ژوند"

"پشتو لنڈی"

"حاشیہ حافظ شیرازی کے دیوان" پر حاشیہ

"حاشیہ یوسف زلیخا کا حاشیہ"

"علاقائی جڑی بوٹیوں سے امراض کا علاج"

پشتو کا جدید چمن بے نظیر حافظ خان محمد مرحوم کی فارسی شناسی سے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ ان کا فارسی ادبیات سے عموماً اور فارسی شاعری سے خصوصاً لگاؤ تھا۔ بلکہ وہ اپنی شاعری کا سبب فارسی کتب شعر کا مطالعہ بتاتے ہیں۔

آثار و تالیفات حافظ خان محمد پر تبصرہ کرتے ہوئے عبد الرؤف رفیقی لکھتے ہیں کہ آثار و تالیفات کی فہرست سے بخوبی عیاں ہے کہ انہوں نے فارسی شاعری کا کس حد تک مطالعہ کیا تھا۔ بلکہ بعض کتب پر تو حاشیہ بھی لکھے، جن میں "پنج گنج"، "تحفہ نصائح"، "دیوان حافظ شیرازی"، "یوسف وزلیخا" شامل ہیں۔

حافظ محمد صدیق کے حالات زندگی اور آثار سے متعلق واحد ماخذ پاکستان میں فارسی ادب ہے، جس کی جلد سوم میں ڈاکٹر ظہور الدین احمد لکھتے ہیں" :حافظ محمد صدیق بن محمد حنیف بن محمد لطیف عالم فاضل، محدث، اور اعلیٰ درجے کے ادیب اور اہل قلم تھے۔ ان کے آباؤ اجداد کابل سے لاہور آئے اور مسجد وزیر خان کے امام مقرر ہوئے۔ محمد صدیق 1180 ہجری میں پیدا ہوئے۔ مولانا عابد صاحب کی تعلیقات تفسیر بیضاوی کی خدمت میں بسم اللہ شروع کی، ملا اسلام سے کلام اللہ پڑھا، پھر حفظ کیا۔ مرزا مظہر اللہ، ملا حفیظ اللہ، مولوی عبد اللہ، ملا ظہور اللہ، اور مولانا شہر یار سے فقہ و حدیث اور دیگر علوم مقبول و منقول کی تکمیل کی۔ 1180 ہجری میں شیخ یحییٰ بن صالح مکی (مدرس مسجد الحرام) اور شیخ ابو الحسن سندھی مدنی (مدرس مدینہ منورہ) سے حدیث کی سند حاصل کی۔ وہ مسجد وزیر خان کے جلیل القدر امام تھے۔ احمد شاہ درانی ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ وہ 1192 ہجری میں فوت ہوئے۔"

تصانیف

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"مد اسلام"

"مسلک الدرالہ رسل عطر فی سرار سول انور"

"ہدیۃ انام للحبطبا"

"مدر لاسلام فی علم الکلام"

"شروط الایمان"

"القول الحق فی بیان ترک الشووالحلق"

"ترجمہ فقر محمدی"

"جامعہ احمد فارسی"

"زبدۃ الفرح فی معالجات ضعف الباء"

"تہذیر الخوان"

"توضیح السنہ فی تفضیع البدعتہ"

حافظ محمد صدیق فارسی اور عربی میں اشعار کہتے تھے۔طارق تخلص تھا دیوان کا نام مزیل الاحزان ہے۔

خوشحال خان کھٹک کا نام سنتے ہی ذہن میں پشتو زبان کا تصور ابھرتا ہے یا پھر پشتو زبان کا نام لیتے ہی خوشحال خان خٹک کا نام نامی افق تصور پر نمودار ہوتا ہے

خوشحال خان ہماجہد شخصیت کے مالک تھے رزم بزم کے رموز سے آشنا تھے اور پہریات کے یہ تیر از ندگی کے امواج کے رموز و اسرار سے بخوبی آگاہ تھے آپ کی شخصیت پر نظر ڈالی جائے تو انتہائی حیرت ہوتی ہے کہ آپ نے بے شمار کارہائے نمایاں اس مستعدی سے انجام دیے ہیں کہ بعض اوقات ان پر مافوق البشر ہونے کا خیال گزرتا ہے۔آپ کے آثار و تالیف کو دیکھنے سے یہ حیرت دوچند ہو جاتی ہے طب نامہ میں ایک طبیب حاضر کے طور پر جلوہ افروز ہوتے ہیں تو دستار نامہ میں اخلاق کو قانون کا درس دیتے ہیں بعض نامہ میں ایک تجربہ کار شکاری کے روپ میں نظر اتے ہیں تو سوات نامہ میں مرغ جمال میں ائے تو حسینہ کے غموں سے بر سر بیکار نظر اتے ہیں جبکہ جلال میں ائے تو مغل سپاہیوں کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے ہیں۔

مستشرک ہنری جارج راورٹی کے مطابق خوشحال خان کی آثار و تالیف کی تعداد ڈھائی سو ہے جبکہ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی کے مطابق خوشحال خان خٹک کی بزیل آثار و تالیف ہیں:

"آثار و تالیف"

"خوشحال دیوان" خوشحال خان کا پشتو دیوان جو کہ 40 ہزار ادبیات پر مشتمل ہے۔

بعض نامہ بعض شاہین کے شکار نسل امراض کی روک تھام وغیرہ سے متعلق ہے۔

"ہدایہ" مشہور فقہی کتاب کا پشتو ترجمہ

"آئینہ" یہ کتاب بھی عربی سے پشتو میں ترجمہ ہوئی ہے۔

"فضل نامہ" منظوم فقہی اور دیگر مذہبی مسائل پر مشتمل ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"سوات نامہ" سوات کے متعلق یاداشتیں تاریخ اور جغرافیہ۔

"صحہ البدن یا طب نامہ طبی" موضوعات پر مشتمل منظوم پشتو کتاب "سرخ نامہ" سیف و قلم کا مکانہ

فراک نامہ قید و بند کے زمانے کا منظوم اثر۔

"زنجیریں" پشتو شارٹ ہینڈ سے متعلق کتاب۔

"د پشتو تاریخ" پشتو تاریخ

"ریاض الحقیقت" مترجم

خوشحال خان خٹک کی شاعری پشتو اور فارسی دونوں زبانوں میں ہے۔ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی ان کی شاعری کے متعلق لکھتے ہیں کہ خوشحال خان کے زیادہ تر فارسی اشعار الف، ت، د، ر، ش، ف، م، ن، ی، وغیرہ کی ردیفوں سے ملتے ہیں۔ آپ کے فارسی کلام میں غزلیات کے ساتھ رباعیات بھی شامل ہیں۔ فارسی اشعار میں خوشحال رومی تخلص رکھتے تھے۔

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی کی یہ ایک اچھی ادبی کاوش ہے کہ انہوں نے "شکرستان روہ" میں شعرا کو حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ دتاش میں جن شعرا کا ذکر ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے کیا، ان میں درویزہ ننگرہاری، دوست محمد خان کامل، مومن، دلاور خان، بیدل، تین محمد زنگیوال، ڈنگر، بابر، راحت اللہ، راحت، رضاء الحق مردانی، رضو گل، رکن الدین، روشن الدین خٹک، زیب النساء بانو، سردار احمد خان، سردار پیر دل خان، سردار عبدالرب نشتر، سردار عبدالرسول، سردار عزیز اللہ خان قتیل، سردار محمد حسن خان، سردار محمد عزیز خان، سردار محمد یوسف خان، یوسف پویلزئی، سردار مہر دل خان مشرقی، سردار نواز خان درانی، سردار ہارون خان، سید خٹک، سکندر لودھی، گلرخ، سلام اللہ خان، تسلیم، سلطان شاہ کاکڑ، سلطان محمد، سلطان محمد خالص، سلیمان لائق، سلیم خان لودھی، سمیع الدین ژوند، سید حسن، سید حسن خان حسن، شیون، سید حسین، سید شمس الدین مجروح، سید عابد شاہ عابد، سید عالم جان، سید عبدالحلیم، سید علی بزرگر، سعید قمر علی شاہ قمر، سید لالا جی، سید محسن، سید محمد شفیع، سید مہربان، سید نور اللہ شاہ، شاہد خان پرگناہ، شاکر اٹکی، شاہ بہلول برکی، شاہ جہاں بیگم، شاہ حسین ہوتک، شاہ شجاع الملک، شاہ مقصود گرم، شبیر حسن خان جوش ملی آبادی، شہزادہ عبدالرزاق دری، شہزادہ محمد یوسف، شہزادہ نادر، شہوار سنگرو، آل شیخ صدر الدین پشاوری، شیخ عیسیٰ مشوانی، شیخ محمد حسین اگاہ، اور شیر خان لوتی شامل ہیں۔ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے مذکورہ شعرا کے احوال، آثار، اور تالیفات کو قلم بند کیا ہے۔ ذیل میں چند ایک کا احاطہ کیا جاتا ہے۔

دوست محمد کامل مومن : دوست محمد نام، کامل تخلص، اور مومن قبیلے سے تعلق تھا۔ ان کی پیدائش 1915ء میں پشاور میں ہوئی۔ والد کا نام فوجو ان خان تھا، جن کا آبائی گاؤں ڈاگی، تحصیل نوشہرہ ہے۔ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے تعلیم و تربیت اور ملازمت کو قلم بند کرنے کے بعد ان کے ادبی کارناموں کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ کامل صاحب نے پشتو کے قدیم آثار کو جمع کر کے تدوین کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ تنقید نگار کی حیثیت سے کامل صاحب نے کئی شعراء کے آثار پر نقد تحریر کیا ہے۔ ان کے مقالہ جات مختلف رسالوں جیسے "لار"، "رہبر"، "دوران"، "تکیال"، "الفلاح"، اور "قند" میں شائع ہوتے رہے۔

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے 2000ء میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے پشتو شاعری پر اقبال کے اثرات پر مقالہ لکھ کر ڈگری حاصل کی اور اپنے اس مقالے کو بطور کتاب چھپوایا۔ اپنے ایک انٹرویو میں، ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے راقم کو اپنے مقالے کے بارے میں بتایا ہے:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"ایم فل کا میرا مقالہ پشتو شاعری پر اقبال کے اثرات کے عنوان سے ہے اقبال ایک نظریے کا نام ہے مشرق اور مغرب سے بے نیاز رنگ و نسل اور زبان سے ماں اور اقبال کے فن اور فکر کو جو دنیا میں اہمیت ملی ہے باخصوص مشرق میں وہ دھنیں گے کسی اور کونے میں کسی اور خطے میں نہیں ملی "۔(10)

"قدیم زبان بولی جانے والی زبان ہے بلوچستان میں پشتو کے علاوہ افغانستان بھی بولی جاتی ہیں اور جو گرافی لحاظ سے افغانستان میں رہتا ہو کویت یا خواب بلوچستان میں رہتا ہو یا کراچی کے دنیا کے کسی بھی کونے میں اس نے اقبال کے فن و فکر پر منہ بے شمار مقالات تحریر کیے ہیں اور بہت سی کتب بھی تصنیف کی گئی ہیں پشتو شاعری پر اقبال کے اثرات پشتو شورہ میں جو اقبال کے اشعار قبول کیے گئے ہیں اس پر میں نے یہ مقالہ لکھا ہے اور اسی زمانے میں میں نے جمع بھی کروایا ہے۔"(11)

ڈاکٹر عبد الرؤف نے اس مقالے کو تقریباً چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ مقالے کی ابتدا میں انہوں نے اس کا تعارف، مقصد اور اس کی تحقیق کی ضرورت و اہمیت کا احاطہ کیا ہے ۔باب اول دوم سوم چہارم اور پنجم میں انہوں نے اقبال کے پشتو شاعری کے بارے میں لکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیق نے مختلف کتابیات کی فہرست کو بھی شامل کیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیق نے پہلے باب میں پشتو شاعری کو پیش کیا ہےاور عالمی سطح پر شائع ہونے والے کتابوں کی حدود کو مقرر کیا ہے پشتو شاعری کے تعارف سے پہلے ڈاکٹر عبدالروف رفیق پشتو زبان کا مختصر تعارف پیش کیا ہے۔اور اس کے بعد پشتو شاعری کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ ان ادوار کا جائزہ لینے سے پہلے انہوں نے یہ بات واضح کی ہے کہ پشتو شاعری دو طرح کی ہوتی ہے ایک عوامی شاعری اور دوسری کتابی شاعری۔

عوامی شاعری میں ٹپا کاکڑی یا رنگائی وغیرہ شامل ہیں جبکہ دوسری کتاب بھی شکل کی شاعری میں تاریخ کو اہمیت کا حامل بنایا ہے ڈاکٹر عبدالراؤف رفیق کی پشتو شاعری کی تصنیف پٹا خزانہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"اس سلسلے میں بے شمار محققین کی مسترد اور ماخذ کتاب پٹا خزانہ جو کہ 1324ء میں شائع ہوئی اس کتاب کی صحت کے بارے میں بعض محققین کی اختلاف رائے کے حوالے سے وضاحت یہ ہے کہ اس کتاب کا کلمی نسخہ علامہ عبدالحئ حبیبی کو کوئٹہ میں عبدالعلی کے توسط سے ملا اس نسخہ کو مشہور پشتون خطاطی نے تحریر کیا یہ نسخہ اب بھی قابل میں موجود ہے اس کتاب کے حوالے سے پشتو کا قدیم ترین شاعر امیر کروڑ سوری ہے"۔(12)

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیق کے مطابق 149 سے ایک ہزار ہجری تک مشتمل ہے۔ جن میں تقریباً 27 شعرا شامل ہیں اور دوسرا ادوارگ سے 1300 تک پر مشتمل ہے اور اس دور میں ڈاکٹر عبدالرؤف رفیق کی کے مطابق 32 شعرا شامل ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

آخری دور میں ڈاکٹر عبدالرؤف رفیق نے دور جدید کا نام دیا ہے اور اس دور میں تقریباً 31 شعراء درج کیے گئے ہیں:

> "پشتو شاعری کے اغاز سے متعلق محققین کی مختلف پارہ ہیں جن میں بعض پشتو شاعری کا آغاز ویدو سے کرتے ہیں اور بعض تو پشتو ٹپے کو وید بنا کر ثابت کرتے ہیں"۔(13)

اس کے علاوہ دستاویزی تاریخ پر مطبوع کی شکل میں قدیم نسخہ تیار کیا گیا۔ امیر فولاد سوری کے بیٹے امیر کروڑ پہلوان نے 756ء میں یہ نظم تحریر کی۔

پشتو شاعری کے پہلے دور میں ایک ہزار تک اس کی حمد وثنا نعت منقبت قدسائد اور عشق کی شاعری کے علاوہ بزم کو پیش کیا گیا جب کہ دوسرے ادوار میں اوصاف اور بے شمار موضوعات کے حالات و واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

پشتو شاعری کو فروغ دینے کے لیے کئی نامور ہستیاں نے اس ادوار میں حصہ لیا اس کے علاوہ جرمنی انگلستان فرانس ناروے کے بعد مستشرقین نے بھی تحقیقات کا ذخیرہ محفوظ کیا۔ڈاکٹر عبدالرؤف کے مطابق بلوچستان سے ربی اواز صاحبزادہ حمید اللہ قلندرا عبدالالی عبدالخالق درویش اور ڈاکٹر عبدالرؤف رفیق خود بھی شامل تھے اور ان کی انتھک کوششیں بھی شامل تھیں جبکہ پسےیشاور سے پیرزادہ سید عبداللہ شاہ مولوی امیر احمد شاہ میاں محمد یوسف میاں حسیب گل قاضی رحیم اللہ سید راحت اللہ میاں ازاد گل حافظ محمد ادریس جیسے شعراء شامل ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے نہ صرف مردوں کا ذکر کیا ہے بلکہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا بھی ذکر کیا ہے۔خواتین کی شاعری کو بھی فراموش قرار نہیں دیا ہے اور ان میں زیتون بانو، کبریٰ، شاہین، پروین، ملال اور کریمہ رسول وغیرہ شامل ہیں۔

اس خوبصورت سفر کے دوران، پشتو شاعری میں آزاد نظم بھی لکھی گئی۔ پشتو شاعری عالمی تاریخ کی سب سے بڑی شاعری کہلاتی ہے، جو کہ شاعری کے تجربات سے حاصل کی گئی۔ اِس طرح بین الاقوامی سطح پر پشتو زبان ایک مشرقی زبان کی حیثیت اختیار کر گئی۔ کئی عالمی نشریات نے میڈیا میں پشتو زبان پر خاص توجہ دی۔ اِس وقت جرمنی، امریکہ، چین، ایران، ہندوستان، پاکستان، افغانستان، ازبکستان وغیرہ ممالک شامل تھے۔ پشتو زبان کے مختلف پروگرام ریڈیو کے ذریعے، بالخصوص ٹیلی ویژن کے مختلف چینلز پر نشر کیے جانے لگے، جن میں کبھی کبھی پشتو شاعری سے متعلق خصوصی پروگرام بھی شامل تھے۔ یوں ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے مقالہ کے پہلے باب میں پشتو زبان کی تاریخ اور نوعیت پر بے شمار بحث کی ہے اور ان کے افکار و نظریات کو پیش کیا ہے۔

مقالے کا دوسرا باب اقبال کی شاعری پر مشتمل ہے۔ اس باب میں ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے اقبال کی عالمگیر شاعری کا تعارف پیش کیا ہے۔ اقبال کی شاعری، اقبال کی شاعرانہ عظمت، اقبال کی شاعری کی فنی حیثیت، منظر کشی، طرز کلام، غزل، رباعیات، مثنوی، اور اقبال کے شاعرانہ موضوعات کو ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے اس باب میں منظر عام پر لایا ہے۔

اقبال شعر و سخن پر اس آب و تاب سے جلوہ گر ہوئے کہ جن کی پاشیوں سے اہل مشرق بالخصوص اور اہل مغرب بالعموم متاثر ہوئے۔ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی کے مطابق، حضرت علامہ محمد اقبال نے پہلے خود شعر و شاعری کی اور اس کے بعد ملت کو اس سے روشناس کرایا۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، اقبال شاعر کے مطابق لکھتے ہیں:

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"ملت اسلامیہ نے اقبال کے لیے کئی القامات اور خطبات چویز کے ہیں کوئی انہیں حکیم میں ملت کہتا ہے اور کوئی ترجمان حقیقت کوئی انہیں شاعر اسلام کہتا ہے اور کوئی شاعر مشرق یہ القابات درست ہیں لیکن اس کے علاوہ بھی صفات موجود ہیں اپ کو پیامبر خودی بھی اور مبلغ ارتقاء بھی کہا جاتا علامہ اقبال کی شاعری ان کے افکار اور جذبات پر طاری ہوتی ہے وہ نہ صرف ملت اسلامیہ بلکہ تمام دنیا کے لیے بہترین اہمیت رکھتی ہے"۔(14)

اقبال نے شاعری کو رمز و فکر سے اشنا کیا ہے جب شاعری ذوق آگاہی سے ناآشنا تھی تو اقبال نے اس کو ملت اسلامیہ سے متعارف کروایا۔ صوفی غلام مصطفی تبسم اقبال کے بارے میں لکھتے ہیں:

"زندگی ہی افضل شے ہے وہ اپنی جستجو حقیقی کا خاتمہ نہیں کر سکتے۔وہ نصب العین کے حصول کے لیے ہمیشہ سرگرم رہتا ہے ان کے نزدیک باطنی کشمکش حیات رہتی ہے۔ وہ نہ صرف خود زندہ رہتا ہے بلکہ اپنے نوجوانوں کو بھی بیدار رکھتا ہے۔ مردہ قوم میں روح حیات پھونکنے کے لیے دم عیسی کی ضرورت ہے بلند ہمتی اور استقلال کی ضرورت ہے"۔(15)

ڈاکٹر عبدالراف رفیق کی اقبال کے شاعرانہ عظمت کے متعلق لکھتے ہیں۔

"حضرت علامہ کی شاعرانہ عظمت روز روشن کی طرح ظاہر ہے بلکہ بیسویں صدی کے روزگار فرزند عظمت سخن کو اس طرح پاک کیا کہ شعر کو سرور موسیقی کے علاوہ افکار پکائے دوام سے اشنا کر کے شاعرانہ مسلک پیغمبرانہ قرار دیا"۔(16)

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیق نے اقبال کی شاعرانہ عظمت کو پروفیسر ار اے نکلسن کی اس رائے پر اختتام پذیر کیا۔

"وہ شاعر کم عیار نہیں جہاں منطق ناکام ہوتی ہیں وہاں اس کی شاعری ذہن کو جلا بخشتی ہے اور قائل کرتی ہیں۔اس کا شاعر انہ پیغام مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ عالم اسلام کے لیے ہوتا ہے اور وہ فارسی کا انتخاب اپنے خوشگوار طریقے سے کرتا ہے اس کی فلسفیانہ خیالت دل کش اور حسین ہوتے ہیں اقبال ایک پیغمبر کے روپ میں اتا ہے اور اپنے زمانے کے ساتھ ساتھ انے والی نسلوں کو بھی بیدار کرتا ہے"۔(17)

اقبال کی شاعری ہمہ گیر اوصاف کی حامل ہے اور شاعرانہ ریاضت سے بھرپور حیثیت رکھتی ہے۔ڈاکٹر عبدالروٗف کے طرز ادبی اور فنی حیثیت کے مطابق لکھتے ہیں:

"اقبال کی شاعری آزادی، مستی، اور اس کے کلام کا وجد ہے، جو شخصیت کا اظہار کرتی ہے۔ جس سے بڑھ کر پسندیدگی کا کوئی دوسرا لفظ نہیں۔ روحانیت اور رمزیت کی روح اس کا ایک لفظ 'قلندر' میں بھی گئی ہے۔ "ڈاکٹر کے مطابق، اقبال اپنی قلندری

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

شاعری سے بھی زیادہ اہم سمجھے جاتے ہیں۔

اقبال کو منظر کشی میں بھی کمال حاصل ہے۔ وہ لفظوں کی تقسیم سے فطرت کی تصویر کھینچ دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنی نظم **"کشمیر"** میں سحر نگاری سے ایسا سماں باندھا ہے کہ حقیقت آنکھوں کے سامنے بھر جاتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی محترم ڈاکٹر یوسف حسین خان کا حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اقبال کی شاعری سے ان تراکیب کو چن چن کر 108 ٹکڑوں کو یکجا کر کے پیش کر دیا اور ساتھ ہی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اقبال کے نزدیک آرٹسٹ کا مقصد زندگی کی خدمت ہے۔ اقبال نے شاعری کے ذریعے زندگی کی صحیح ترجمانی کی ہے اور اپنے کلام میں زندگی کی تراکیب کو استعمال کیا ہے۔

ان کی مثال اردو اور فارسی کے شعرا جیسی ملتی ہے۔ اسی طرح آگے چل کر، ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی اقبال کی تشبیہات اور استعارات کی وضاحت کرتے ہیں۔

حضرت علامہ نے فارسی اور اردو میں دو دو شعر کے قطعات اور رباعیات لکھی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی لکھتے ہیں:

> "فارسی میں ابتدا پیام مشرق سے کی اور اختتام ارمغان حجاز میں ان میں بھی شاعر کے خیالات کے تنوں اور وسط کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ پروانہ کی طرح دوسرے کی آگ میں جلنا مردان کی نہیں خود اپنی آگ میں جلنا چاہیے تاکہ خود ہی کا چراغ زیادہ روشن ہو جائے"۔(18)

علامہ اقبال نے فارسی سے زیادہ اردو میں نظمیں لکھی ہیں۔ فارسی شاعری کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے، لیکن اردو میں قومی اور وطنی محبت کے شاندار نظمیں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ، ان منظومات پر حضرت علامہ کا مقصود فلسفیانہ رنگ ہی غالب نظر آتا ہے۔

اقبال نے بہت کم ایسی نظمیں لکھی ہیں جو روزمرہ اردو کے عین مطابق ہوں اور فارسی تراکیب سے پاک ہوں۔ لیکن جب وہ سیل نگاری پر اترتے ہیں، تو سلاست بیان اور روانی حالات میں ان کی نظیر ملنا مشکل ہو جاتی ہے۔

غزل، نظم، قصیدہ، رباعی، اور کتاب وغیرہ کے ساتھ ساتھ، علامہ اقبال نے مثنوی میں بھی زبردست آزمائش کی ہے۔ فارسی زبان میں سب سے پہلے دو مثنویاں "اسرار خودی" اور "رموز بے خودی" لکھیں۔ اس کے بعد "گلشن راز جدید"، "جاوید نامہ"، "مسافر"، اور "پیام مشرق" لکھیں۔ ان مثنویوں کی دو حیثیتوں سے بہت اہمیت حاصل ہے: ایک تو یہ کہ سارے "اسرار خودی" اور "رموز بے خودی" میں ان کے فلسفیانہ عقائد سادہ طور پر ہمارے سامنے آئے ہیں۔ اور شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ، ان کی ایک حیثیت مجدد، مصلح اور مبلغ کی بھی ہے۔ جہاں تک ان کی تعلیمات اور تبلیغی مسائل کی بات ہے، وہ انہوں نے اپنی نظم اور غزلوں میں بیان کیے ہیں۔ خالص قدیم فارسی میں صوفیانہ، مصلحانہ، اور اخلاقی مسائل کے لیے ایک موضوع صنف خیال کی گئی ہے۔

یہ فکر ہی تھی کہ اقبال نے مشرقی شاعری کی حیثیت سے برصغیر پاک وہند میں اردو فارسی شاعری کو بدل ڈالا۔

> "ہر نوع انسانی کارکردگی کا آخری مقصد ہے۔ زندگی پر شکوہ پر قوت اور پرجوش زندگی لہٰذا تمام انسانی فنون کو اسی آخری مقصد کے تابع ہونا چاہیے اور ان سب کی

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

پرکھ کے معیار کا انحصال بھی ان میں حیات بخشی کے صلاحیت اعلی ترین فن وہ ہے
جو ہماری خفیہ قوتیں بیدار کر کے ہماری صلاحیتوں کو ابھارے ہر وہ چیز جو ہم میں
غفلت پیدا کرتی ہے وہ ہمیں قوت کا پیغام سکھائے کیونکہ انہی پر قابو پانے میں تو
زندگی کی بقا ہے ادب کا تصور اور زوال کی ایجاد انہی کے زیر اثر ہم زندگی اور
موت سے محروم ہو جاتے ہیں"۔(19)

لہٰذا اقبال نے شاعری سے وہ کام لیا ہے جو امتوں کی خفیہ قوتوں کو بیدار کر کے ان میں زندگی کی حقیقتوں کو بہترین صلاحیتوں سے ابھارا ہے۔

علامہ محمد اقبال جو صرف الفاظ کو ترتیب دیتے تھے بلکہ اقبال تو الفاظ کو غلام بنا کر انہیں زندگی کے اعلی مقصد کے حصول کے لیے استعمال کرتے تھے۔ان کے خیال میں حقیقی شاعر وہ ہے جو مت کو بیدار کر کے معاشرہ بہتر بنا سکے اور زندگی کو بسر کرنے کا طریقہ بتا سکے۔ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کے مطابق اقبال کی شاعری کے اوصاف میں اقبال کی افاقیت بھی اعلی ترین صفت ہیں وہ خود کو رنگ و نسل سے ازاد کرتے ہیں وہ مشرق اور مغرب کے امتیازات سے بالاتر ہو کر تمام دنیا کے انقلاب کے بارے میں سوچتے ہیں ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کی افاقیت پر مغربی مفکرین کے اثر کے متعلق لکھتے ہیں۔

"اقبال کی فکری وسعت اور آفاقیت کے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ مسلم اور غیر
مسلم مفکرین سے مستفید ہوتے رہیں مشرق سے طلوع ہونے والا یہ افتاب مغرب
کے اوقات شب و روز سے خوب اشنا ہے "۔(20)

اقبالؒ کے افاق کا بنیادی تصور اسلام کی تصویر رہا ہے، جن کی بدولت حقائق کو تہہ تک پہنچانے کا اقبالؒ نے بیڑا اٹھایا ہے۔اقبالؒ کی ملتِ اسلامیہ کے تصور سے انسان کی افاقیت کا اندازہ آسانی سے لگا سکتے ہیں کہ وہ ملت کو کس طرح ترکیب دیتے ہیں۔

بتان رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تو رانی ہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی(21)

جس طرح اقبال جلال الدین رومی کو روحانی مرشد تسلیم کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جلال الدین افغانی کو وہ اپنا سیاسی مرشد بھی کہتے ہیں جلال اور جمال جب اکٹھے ہوئے تو اقبال کی صورت میں ظہور ہوا افغانستان اور شام کے مسلمانوں کے لیے وحدت کا ذریعہ پیش ہوا۔باب سوم میں ڈاکٹر عبدالروٗف نے پشتو شاعری پر اقبال کے اثرات کو زیر بحث کیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کے مقالے کا عنوان بھی یہی ہے۔ اس باب میں ڈاکٹر رفیقی نے کلیات اقبال کی مدد سے مختلف موضوعات پر اشعار کو چنا ہے۔

تیسرے باب کی تحقیق کے دوران میں اقبالیات کے اشاریہ کے مدثر الگ الگ موضوعات کو چنا گیا متعلقہ موضوعات پر پشتون شہدا کے کلام کو اکٹھا کیا گیا اور پھر ان اشعار کو موضوع وار ترتیب دے کر سامنے لایا گیا۔

"اس باب میں ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے علامہ محمد اقبال کے حوالے سے جن
موضوعات کو پیش نظر رکھا ہے ان میں توحید و رسالت قران و سنت اسلام اور

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

انسانیت ازادی اتحاد امید انقلاب خود ہی اور بے خودی بیداری تاریخ و تعلیم تقدیر
جمہوریت جہاد حیات بعد الموت ابلیس بے حمدی فلسفہ غلام اور غلامی ملت جیسے
موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے"۔(22)

توحید ہر مسلمان کا بنیادی حق اور عقیدہ ہے اس لام کے دیگر تمام فرائض اور نوافل میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے توحید اسلام کی جڑ ہے۔

"توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اپ اپنے خالق اور مالک کو ذات و صفات یکتا اور بے
مثال سمجھیں ذات میں بے مثال اس طرح کے نہ تو ازل سے اس جیسا کوئی اور خدا
ہے اور نہ وہ کسی کا رشتہ دار بیٹا بیٹی ،سورۃ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو
تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے"۔(23)

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کے مطابق اس کی اہمیت کی بنیاد اقبال نے اپنے کلام میں درس و تہید پر انتہائی زور دیا ہے اور اپنے کلام میں گاہ گاہے وہ توحید الہی کا ذکر کرتے ہیں۔

خودی کا سر نہا لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ توحید(24)

حضرت علامہ محمد اقبال کی شاعری میں رسالت ایک اہمیت کا حامل ہے۔جتنی رسالت کو شاعر اسلام میں حاضر ہے توحید کے بعد رسالہ تھی ایمان کے لیے بہترین شرط ہے اقبال ارکان اسلام ملت اسلامیہ کے سلسلے میں رسالت کو دوسرا رکن قرار دیتے ہیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت سے بڑھ کر کیا چیز ہو سکتی ہے کوئی بھی انسان ان کے عشق کے بغیر مکمل نہیں ہے اور نہ ہی رضا الہی کی تحصیل کے۔

پشتو شاعری پر سالت کے حوالے سے علامہ اقبال کے اثرات کے متعلق ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی لکھتے ہیں:

"جب ہم پشتو شاعری پر رسالت کے حوالے سے اقبال کے اثرات کا تحقیقی مطالعہ
کرتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اقبال کے کلام میں جب کبھی رسالت یا
حضرت محمد صلی اللہ علیہ ہ وسلم کے نام کا تذکرہ ہوتا ہے تو اقبال اپنے نعتیہ کلام کو
بھی ایک نئی تصویر دیتے ہیں رسالت بھی قوموں اور ملت اور کائنات کی تذکیر کے
حوالے سے بیان کرتے ہیں"۔(25)

قرآن کریم کی اہمیت، ضرورت، شان و شوکت مسلمانوں کے لیے بے مثال ہے، کیونکہ قرآن ایک مکمل ضابطہ حیات اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ یہ پیغامِ الٰہی، یعنی کامل اور ابدی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اقبالؒ سچے مسلمان اور عاشقِ قرآن تھے۔ بھلا وہ پروردگار کی آخری کتاب کی اہمیت سے غافل کیسے ہوسکتے تھے؟ان کے گہرے اثرات مرتب ہو چکے ہیں۔ قرآنی تعلیمات کے اثرات کا اتنا غلبہ ہے کہ بعض مقامات پر تو قرآنی اشعار بھی فرمائے گئے ہیں۔ قرآن کا موضوع انسان ہے، اور اقبالؒ نے اس اہم فریضے کو

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

احسن طریقے سے انجام دیا ہے۔ انسان کو پیامِ الٰہی سے روشناس کرایا گیا۔ علامہ اقبالؒ نے انسان کے لیے آخری پیغام کی حیثیت سے قرآنی امور، احکامات، اور ارشادات پر عمل کرنا ناگزیر سمجھایا ہے۔ پشتون اقبال، سید رسول کے کلام پر اقبالؒ کے اثرات کے متعلق ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی لکھتے ہیں:

"مشہور پشتون اقبال شناس سید رسول نے افکار اقبال کا عمیق مطالعہ کیا تھا کلام اقبال کے گہرے اثرات ان کے کلام پر مرتب ہوئے پشتو زبان نے کلام اقبال جیسا شاہکار کا مجموعہ قران پیغام ہے جو 473 بند پر مشتمل ہے۔"

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی اقبال کو اسلام اور ملت اسلامیہ سے بہت گہری دلچسپی اور وابستگی ہے۔ اس کے دیے ہوئے دستور کے مطابق، سیاسی مسائل اور معاشرتی انتشار کو وہ ایک حد تک حل سمجھتے ہیں۔ سیاسی شعور کی بنیاد پر، وہ ہر لادینی خواہش، خواہ وہ شرق میں ہو یا غرب میں، اس کا خیال کرتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ اور غیر سرمایہ دارانہ نظام میں جمہوریت، اشتراکیت، بیزاری، اور مایوسی کی بنیاد یہی سمجھی جاتی ہے کہ جسم کی بھوک اور پیاس محض خورد و نوش نہیں ہے، بلکہ اصل روح کو بھی سکون دینا ہے۔ اقبال عقیدتاً اس امر کے قائل ہیں کہ ایسا پیغام زندگی، یعنی سیاسی نظام، جس میں دین و دنیا، جسم و روح دونوں کی بقا اور بڑھوتری کی ایک جیسی بات کی گئی ہو، بنی نوع انسان کی طمانیت دل اور آسودگی ذہن کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ یہ نقطہ نظر ہر چند کہ اقبال کے ذاتی میلان اور وجدان سے ہم آہنگ ہے۔ اقبال دلِ مسلم کے زندہ تمنا کی دعا کرتے ہیں اور تماشہ ذوق و تقاضوں کو مہتر پانے والے کیفیت کو بیان کرتے ہیں۔

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

اقبال کی فکری وسعت کی اساس دین الٰہی ہے جو کہ انسانیت کی بقا کے لیے بہت ضروری ہے اس کا بہترین نقطہ نظر ایک عالم اور فاضل پکیا مسلمان ہونا ہے چنانچہ اسلام ہی نے انسان کو فضیلت بخشی ہے اور اس کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے۔ کلام الٰہی اور قران کا موضوع بھی انسان ہے حضرت علامہ محمد اقبال نے انسان کو انسانیت کا درس دیا اور اپنے شہر آفاق فلسفہ سے روشناس کروایا اور اس کے مطابق قران کے حوالے سے بہت سارے فرمودات کو بھی اپنی شاعری میں پیش کیا۔

خدا نے اج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال اپنے اپ حالت بدلنے کا

ڈاکٹر عبدالراف رفیق کی مذکورہ شعر کے متعلق لکھتے ہیں کہ

"اس شیر کو اقبال نے مختلف ترجمے سے پیش کیا ہے رسا صاحب کلام میں اقبال کے پشتون شعرراء اور مفسر رہ چکے ہیں۔"(26)

علامہ اقبال کے کلام کا بیشتر حصہ مفہوم عظمت، حریت، اور مفادات کی وضاحتوں کا بہترین عنصر ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کو پہلے دن سے ہی جو عقائد اور ضوابط بتائے گئے ہیں، ان پر عمل کرنا بے حد ضروری ہے۔ ان چیزوں کے بغیر انسان کی تکمیل مکمل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی ان کو آزادی نصیب ہو سکتی ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فرد واحد کا وجود ایک اعتباری شے سے اتحاد پر اکتفا کرتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی اقبال کی

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

وحدت خیال اور مقاصد کے بارے میں ربط ملت اور اتحاد کے حوالے سے بے شمار چیزیں بیان کرتے ہیں۔

حکیم الامت نے نہایت دقیق انداز سے مسلمانوں کے طرز معاشرت کا مطالعہ کیا ہے۔ اس کے عروج اور زوال کا جائزہ لیا گیا ہے، اور نظام تعلیم کو ہی بے شمار عوامل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اقبال نے اپنی بصیرت سے جدید نظام کا جائزہ لیا، اور انہیں بہت ساری کمزوریاں نظر آئیں۔ جس پر انہوں نے تنقید کا نشانہ بنایا، اور ماہرین تعلیم، مدرسین، اور طلبہ کو پیش نظر کیا۔ جہاں زندگی کے چہرے پر محبت کا جوش وخروش نہ حکمت عملی، نہ بصیرت، نہ فکر و نظر ہے۔ وہ مدرسہ خانقاہوں کے لیے بہترین حکمت عملی ہے۔

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے علامہ اقبال کے مختلف موضوعات کو پیش کر کے ان موضوعات کا پشتو شاعری پر گہرے اثرات کے ساتھ وضاحت کی ہے۔

> "پشتو میں جا بجا اقبال سے ماخوذ شاعری بھی ملتی ہے، جن میں بعض شعرا نے صرف فنی مہارات پر اکتفا کیا بعض شورہ نے موضوعات کے اثرات کو اخذ کیا جبکہ بعض نے صرف ماخوذ لکھے جبکہ بعض اوقات پشتو میں بھی ایسی شاعری کی گئی ہے جو فنی اسلوبی اعتبار سے اقبال سے ماخوذ ہے۔ عبداللہ جان اسیر نے مختلف مقامات پر اقبال سے مخوص کیا ہے۔ اسلوبیاتی اور موضوعاتی اخذ کرنے والے شعرا میں عبداللہ جان امیر الحمن غازی سید ایم مرتاص نصر اللہ حافظ سید بشر بیگم گل رحم جوہر خیر الحق، گوہر کا کاخیل، سید رسول رسا اور حمزہ شنواری شامل ہیں"۔(27)

ان شعرا کی تفصیل بھی ڈاکٹر عبد الرؤف نے شامل کی ہیں۔ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی کے مطابق پشتو میں نام اقبال کے اثرات مرتب ہوئے ہیں اقبال سے پہلے پشتو نام کا کوئی شاعر بھی نہیں تھا البتہ اقبال شاہ کے نام سے ایک عوامی شاعر سے متعارف ہوا جو افغانستان کا رہنے والا تھا علامہ محمد اقبال کی امد کے بعد یا تو کسی کا نام بنایا تخلص ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے دستیاب مواد کی روشنی میں ان پشتو شعرا کو درج زیل طریقے سے تقسیم کیا گیا ہے جنہوں نے اقبال کے نام کو اپنے نام کا حصہ بنا لیا۔

ڈاکٹر اقبال نسیم خٹک استاد پشاور یونیورسٹی

اقبال حسین افکار مردان

محمد اقبال ناشاد مروت

اقبال وہی بنو

جاوید اقبال افکار خٹک اٹک

محمد اقبال شاہین مالاکنڈ ایجنسی

محمد اقبال شاکر صوبہ سرحد

محمد اقبال اقبال مالہ کنڈ ایجنسی

محمد اقبال اقبال سوات(28)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

باب چہارم میں پشتو شاعری میں اقبال کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے اور مختلف پشتو شعرا نے عظمت اقبال کے اعتراف میں کئی تحقیقات کی ہیں جو مستقل اور غیر مستقل طور پر شامل کیا گیا ہے۔ڈاکٹر عبدالراف رفیق نے اس باب کو شروع میں غیر مستقل اور جبکہ اخر میں مستقل موضوعات کو پیش کیا ہے مفلسی کے اعتبار سے علامہ محمد اقبال نے اپنی شاعری کو اس طرح بیان کیا ہے کہ نہ غالب ہوں نہ اقبال ہوں نہ رحمان ہوں نہ خوشحال ہوں نہ حمزہ ہوں نہ سمندر ہوں میں مفلس بھی کوئی شاعر ہوں۔

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے اس بات میں جن شعرا کو شامل کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

امیر حمزہ شنواری

سید رسول رسا

اے مرتاض

داور خان داور

علی محمد

پروفیسر رحمت اللہ درد

رحیم شاہ رحیم

سراج الاسلام سراج

سید ضیاء الدین

شیر علی خان

محمد اسلام ارمانی

صادق اللہ خان

گل باچا الفت

عبدالباری اسیر

عبدالروف خان رفیقی

عبدالستار عارف خٹک

عبداللہ جان اسیر

عبید اللہ

عرب خان عرب

فضل الرحمن صابر

پروفیسر فضل کریم ناشاد

قمر راہی

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے پانچویں باب میں اقبال سے متاثر پشتون شعرا کا ذکر کیا ہے۔ ان شعرا کو ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ جن میں عبدالجبار، ہلال احمد صمیم، اسرار الرحمن، امیر حمزہ شنواری، خان محمد حاصل، راحت ذخیلی، سراج الاسلام، سراج سید بشر، بیگم سید رسول، رسا سلطان محمد صابر، سمندر خان سمندر، شیر علی خان، پروفیسر عابد شاہ عابد، عبدالروٗف رفیقی، عبدالغنی شہاب، ملا عبدالسلام، عبدالصمد، عبداللہ اکبر خان، عبداللہ جان اسیر، فضل احمد گر، فضل حق شیدہ، فضل رحیم ساقی، قلندر قیام الدین خادم، کرامت شاہ فولاد، گل باجا الفت محمد، سعد رہبہ، محمد موسیٰ شفیق، امیر رحمان غازی، اور نقیب احمد فطرت کو ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے اقبال سے متاثر کن شخصیات قرار دیا ہے اور ان کے حوالے سے بہت ساری خدمات پیش کی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے اس تحقیقی مقالے کے اختتام میں دیگر زبانوں کے اہل فکر و دانش کو توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ اس طرح علامہ محمد اقبال کی عالمگیریت کو ظاہر کیا ہے۔

اس کے بعد اقبال کی شاعرانہ عظمت اور ان کی فنی ماہیت، منظر کشی، اور غزل گوئی کے تحقیقات و موضوعات کو منظر عام پر لایا ہے۔

باب سوم میں ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے پشتو شاعری پر اقبال کے اثرات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس کے بعد باب چہارم میں پشتو اقبال کو منظورِ خرج تحسین پیش کرنے والے شعرا کو الف بائی ترتیب کے لحاظ سے ذکر کیا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ ان کا اردو ترجمہ کرکے اس تحقیقی کام کو پیشِ خدمت کیا گیا ہے۔

آخری باب میں ان پشتو شعرا کا ذکر کیا گیا ہے جو کتابیات کی تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ اور اس میں ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے پشتو، فارسی، اور اردو کتب کی الگ الگ فہرست تیار کی ہے۔

اسلم شاہ پشاور کے مضافات کے رہنے والے تھے۔ ہندی موسیقی کے راگوں سے خوب واقفیت رکھتے تھے۔ ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کے مطابق، اسلم شاہ کے جشن نوروزی میں نمونہ موجود تھا۔ البتہ پوری سوانح تحریک تحقیق میں نہ تو فرحان زبان و ادبیات پشتو کامیاب ہوئے اور نہ ہی ادبی کے مولف ہیں۔

تخلص خان جی ولد جیم خان ولد ہاشم خان مردان کے طورو کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کی۔ آپ نے دین اور فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا غلام رسول مہر نے تاریخ مجاہدین اور اللہ پاک یوسفی نے تاریخ یوسف سے لکھنے کے دوران ان سے براہ راست استفادہ کیا۔

1924ء میں سرحد میں ان کا کلام مخطوم کے تخلص سے شائع ہوا۔ تاج الملوک خان رحمان بابا کے مکتبہ فکر کے ایک مشہور شاعر ہیں۔ ان کے کلام میں روحانی و تصوف اور افکار کی کثرت پائی جاتی ہے۔ 1971ء میں ان کا کلام "کلیات دل سے" کے نام سے مشہور ہوا۔

حبیب اللہ احمد شاہ بابا کے دور کے شاعر تھے۔ ان کے دیوان کا قلمی نسخہ دہلی میوزیم میں محفوظ ہے۔ انہوں نے احمد شاہ ابدالی

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کے مشہور جرنیل کی مدح میں بھی تصنیف لکھی۔ وہ پشتو، فارسی، اور اردو تینوں زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے ان زبانوں میں مشترکہ غزلیات بھی لکھیں، جن کو ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی کے تحقیق کے ساتھ 1360 ہجری میں افغانستان کے اکادمی لاہور قابل پشتو کی جانب سے شائع ہوا۔ اس میں ایک فارسی غزل اور دو مخمس شامل ہیں۔ ڈاکٹر حبیب اللہ کے دو غزلیات کو بطور نمونہ اپنی کتاب میں شامل بھی کیا ہے۔

حکیم محمد عیسیٰ کریم محمد عیسیٰ قوم کی زیلی شاخ رشماہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے اجداد میں پشین سے قندھار ہجرت کر گئے۔ علمی اور ادبی مقام کا جائزہ ان کے شعری مجموعے میں شامل تھا۔ انہوں نے نوجوانوں میں لکھی فارسی، عربی، اردو، ترکی، انگریزی، سنسکرت، لاطینی، اور سندھی زبان پر مہارت حاصل کی۔

شاہ عالم سے متعلق بھی ابھی تک مکمل طور پر تحقیقات نہیں ہوئیں۔ ان کے حالات زندگی کا زمانہ 1300 ہے۔ انہوں نے پشاور کے نواب کے مشینوں کے بارے میں ان سے متعلق اپنی تصانیف میں بے شمار چیزیں لکھیں۔

رحمان بابا کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس عظیم صوفی شاعر کے اشعار سے ہر شخص کسی نہ کسی طور پر استفادہ کرتا ہے۔ رحمان بابا کے والد کا نام عبدالستار تھا، اور وہ پشاور کے بہادر کلی کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی تعلیم محمد یوسف زئی سے حاصل کی، جس میں فقہ اور تصوف شامل ہے۔ بعد میں تحصیل علم کے لیے کوہاٹ چلے گئے۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد ترک دنیا گئے اور پھر معرفت الٰہی میں بے شمار انسان لکھے۔ رحمان بابا ایک عالم ربانی تھے، اور انہوں نے وہ افکار بیان کیے جو فارسی میں حکیم سنائی نے بیان کیے تھے۔ انہوں نے فارسی الفاظ کو الف بائی ترتیب سے مہرانہ انداز میں اپنی شاعری میں استعمال کیا۔ ان کے دیوان میں باقاعدگی سے فارسی نظمیں تو نہیں ملتیں، لیکن پشتو، فارسی، اور اردو کا ایک مجموعہ ضرور ملتا ہے۔ چوں کہ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے اپنی کتاب **"شیر وشکر "**میں اس کو بیان کیا ہے۔

عبدالعظیم بابا سوات کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام عزیز خان اور دادا کا نام نور خان تھا۔ وہ 1187 میں مالاکنڈ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات کا سراغ معلوم نہ ہو سکا، البتہ 1253 تک ان کی زندگی کے لیے یقینی ہے کہ انہوں نے اپنے دیوان کو پایا تکمیل تک پہنچایا۔ خاندانی جگھوں کی وجہ سے والد عزیز خان کے مارے جانے کے بعد والدہ کے ساتھ پشاور آئے۔ یہاں پر حاجی ہیل کے مولوی سرفراز کے گھر میں پرورش پائی۔ مولوی صاحب نے خوب تربیت دی اور شادی اپنی ہی بیٹی سے کروادی۔ وہ صوفی، جنگجو، اور بہادر تھے۔ سلسلہ چشتیہ اور قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ 1837ء میں سکھوں کے خلاف مسلمانوں کو اکٹھا کر کے ایک ریاست قائم کی۔

عبدالقادر خان خٹک پشتو کے وہ بلند پایہ شاعر اور مفکر ہیں جو کہ علمی اور ادبی لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔ وہ پشتو کے عزیز اور مدیر خوشحال خان خٹک کے ہاں 25 ذی الحجہ کو پیدا ہوئے۔ اب جو خواجہ کام کرتا ہے، خوشحال خان خٹک کے علم کے لگ بھگ مکتبہ کے پیروکاروں میں سے ہیں۔ ان کا دیوان عبدالقادر خان خٹک 3500 اشعار پر مشتمل ہے، جن میں "گلدستہ نصیحت نامہ"، "چہل حدیث"، "عبدالم خان درخانی"، "یوسف زلیخا"، "قصیدہ بردہ کا ترجمہ"، اور "دیوان عبدالقادر "شامل ہیں۔

کاظم خان شیدا مشہور ادیب فضل خان کے بیٹے، نامور شاعر اشرف خان ہجری کے پوتے، اور مشہور و معروف مدیر و مفکر خوشحال خان خٹک کے پرپوتے تھے۔ خاندانی حالات اور اختلافات کی بنا پر ترک وطن پر مجبور ہوئے۔ اس کے بعد کشمیر چلے گئے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

وہاں چند سال گزارنے کے بعد سرہند چلے گئے۔ ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کے مطابق، شیدا کے ہر مصرعے میں کوئی نہ کوئی فارسی اصطلاح موجود ہوتی ہے۔

شیدا کے کلام کے ساتھ ساتھ اگر غیر جانبداری، آزادی، اور عادلانہ انصاف کیا جائے، تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ شیدا کا فکر رسائی عالمی سطح پر ادبی افتخار ایک بہترین شاہکار تھا۔

محمد شریف نام، زنان تخلص مشہور ہوئے۔ 1314ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے بڑے بھائی ملا محمد شفیع سے مزید تعلیم حاصل کی۔ 1313 میں پہلی بار تنہار میں ایک سکول کی بنیاد رکھی اور وہاں پر پہلے استاد مقرر ہوئے۔ غازی امان اللہ خان کے دور حکومت میں 1381ء میں ان کی جاری کردہ تذکرہ ہے۔ قومی شناختی کارڈ میں ان کا پیشہ معلم مکتبہ تجارت بنا۔ ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ ایک بلند پایہ ادیب، شاعر، مفسر، اور بلیغ خطیب تھے۔ نظم و نثر میں یکساں مہارت رکھتے تھے۔ منظور و منثور افکار و آثار زیادہ تر قندھار کے طلوع افغانستان میں سایہ ہوئے۔

”احسن البیان من تفسیر القران “

”زین البیان من تفسیر القران “

”تاحد شریف حکام “

”بہار جانان “

”اکبر نامہ “

”ارمان جانان“

”عبرت نامہ “

”یادداشت اور سفر نامہ “

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کے مطابق مذکورہ کتب میں صرف بہار جانان اور حج شریف احکام زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں۔

محمد یعقوب پشینی ضلع پشین کے گلستان کے قلعہ عبدالرحمان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق سعید ہاشمی حسینی گھرانے سے ہے۔ آپ کے والد کا نام ملک تھا، جو ایک ممتاز عالم دین کی حیثیت سے دنیا میں مشہور ہیں۔ تحصیل علم کے لیے قندھار، پشاور، اور دہلی کے سفر کیے۔ بزرگان دین کی خدمت میں کئی ظاہری اور باطنی علوم سے بہرہ ور ہوئے۔ زندگی بسر کی۔ وہ ایک بہترین شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تصنیف و تالیف بھی تھے۔ ڈاکٹر نے محمد یعقوب پشینی کے آثار کا ذکر ”شعر و شکر “میں کیا ہے۔

” مشکات المصابی “

”تفصیل جلالین “

”علم علی اسلم ان تمام علی حمد اللہ مجموعہ شروح رسالہ “

”رسالہ میراث “

”جو سالہ قواعد و فارسی“

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

فارسی دیوان 130 ہجری میں دہلی میں شائع ہوا، جبکہ دوسری مرتبہ خان محمد خان کے زیرِ اہتمام 1368 ہجری میں کوئٹہ میں شائع ہوا۔ اس دیوان میں 41 فارسی غزلیں، 10 لاکھ)شاید مراد 10 نظمیں ہو)، اور 15 دیگر مضامین شامل ہیں۔

اردو کے بہترین شاعر ہیں۔ پشتو میں ان کا کلام رحمان بابا اور خوشحال خان خٹک جیسے شعراء کے معیار تک نہیں پہنچتا، جبکہ فارسی شاعری میں ان کی زبان ہلکی پھلکی معلوم ہوتی ہے۔ اردو میں ان کا کلام ڈکن کے قدیم شاعروں جیسا لگتا ہے۔ ان کی ایک غزل، جو انہوں نے عبدالقادر خان کے جواب میں کہی تھی، سے ان کے اندازِ فکر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کیونکہ عبدالقادر خان 1062 ہجری میں پیدا ہوئے اور 1114 ہجری تک حیات رہے۔ ان کے والد کا نام عبید اللہ اور دادا کا نام محمود خان تھا، اور وہ پشاور کے رہنے والے تھے۔

معزز اللہ خان کا دیوان 1987ء میں پشاور کے ایڈمن سے شائع ہوا۔ اس کے بعد ان کا پہلا فارسی کلام 1998ء میں لاہور کے ایک علمی سیمینار میں شرکت کے بعد ایران میں علامہ فروغ اور ڈاکٹر معین کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب وہ پشاور کے فیڈرل کالج گئے تو معزز اللہ خان کے فارسی کلام کو دیکھ کر انتہائی حیران ہو گئے۔ میرے خیال میں، وہ خیل افریدی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور تیرہ کے رہنے والے تھے۔ وہ پشتو کے کلاسیکل شاعر تھے، اور ان کا فارسی و پشتو کلام بھی پیش کیا گیا۔

ڈاکٹر عبدالروف رفیق کے مطابق، مرزا عبدالرحیم مغل تھے، اور ان کے آباؤ اجداد اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں پردادہ سول کے مشہور گاؤں میں آباد تھے۔ مرزا عبدالرحیم 20 رجب 1300 ہجری میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے تحصیل انقلابِ ہندوستان کے علاوہ مختلف پشتون علاقوں کا سفر کیا۔ ان کی وفات کے تین سال بعد، ان کے چھوٹے صاحبزادے مرزا شوکت علی نے شعبان 1372 ہجری میں ان کا دیوان مرتب کیا۔ اس کے بعد، پشتو، عربی، اور اردو کے علاوہ ان کا فارسی کلام بھی موجود ہے، جو ان کے فارسی شاعر ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔ ان کے کلام میں "شیر و شکر" جیسی مشہور غزلیں بھی شامل ہیں۔

نجیب کا ذکر ڈاکٹر عبدالروف رفیق نے شکستہ عوام میں بھی کیا ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ وہ پشاور کے سر کے رہنے والے تھے اور خلیل خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی زندگی 1178 ہجری تک یقینی ہے۔ ان کا دیوان خیال بخاری کی تدوین کے ساتھ پشتو اکیڈمی، پشاور یونیورسٹی سے 1927ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر عبدالروف رفیق کے مطابق، خیال بخاری کی تدوین تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی۔

نور اللہ خان 1924ء میں ماسٹر خان کے گھر پیدا ہوئے۔ وہ کشتوں میں نظم و نثر لکھتے تھے۔ ڈاکٹر عبدالروف رفیق نے نور اللہ خان سے ملاقات اور مجلس وغیرہ بھی کی۔ چنانچہ، وہ لکھتے ہیں کہ راتوں میں ملازمت کے بعد بڑی مجلسیں ہوتی تھیں، اور آج کل وہ ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

حضرت علامہ اقبال افغانستان پر اپنی بھرپور ضیاپاشیوں کے ساتھ اس طرح جلوہ افروز ہوئے کہ جس نے غلام ہندوستان کے باشندوں کو بالخصوص، اور دنیا بھر کی مسلم امت کو نجات اور استقلال کی نوید سنائی۔ اپنے گرانقدر اور امید افزا افکار سے گنجینہ ہائے دانش کو جلا بخشی۔ شرک کو احساسِ تشخص دکھا کر اسے تقابلِ عمل میں آگے لانے کی کوشش کی۔ اپنے ہدف تک پہنچنے کے لیے نہ صرف شاعری کو وسیلے کے طور پر استعمال کیا، بلکہ نثر میں بھی اپنے افکار کو پائیداری بخشی۔

افکارِ اقبال کا ارتقائی عمل محدود ہندوستانی قومیت سے ہوتے ہوئے لامحدود فلسفۂ اسلامی پر منتج ہوا۔ جغرافیائی سرحدات سے بے نیاز، رنگ و نسل سے بالاتر، اور زبان و بیان سے مبرا ہو کر، انہوں نے ملتِ اسلامیہ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کی۔ تہذیبِ مغرب سے بیزار ہو کر شرقی عظمت کو برقرار رکھنے کی تبلیغ کی۔ کتاب اللہ اور طریقِ رسول اللہ کو اپنا کر، انہوں نے ملت کو کائنات کی تسخیر کی راہ دکھائی۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

جہاں بین و جہاں آرا بننے کے لیے مذہبِ مقدس کے اسرار و رموز سے آگاہی پر زور دیا۔ مردِ مومن، مردِ خود آگاہ، صاحبِ جلال و جمال، اور صاحبِ خودی جیسی اصطلاحات کی وضع کی۔ سب سے بڑھ کر یہ احسان کیا کہ مشرقی شاعری کے مشہور و معروف اندازِ فکر کو یکسر تبدیل کر کے اسے تصورِ شب، ناتمام تاریخ، ہجر و فراق، کجے زلف و خزاں، ہمارا خانہ، اور دریوزہ گریِ ساقی کی محدود سرحدات سے نکال کر شیر مشرق کو پیغمبرانہ مسلک قرار دے کر ایک نئے مکتبِ فکر کی تاسیس کی۔ گویا حضرت جلال الدین رومی کے تصوف اور سید جمال الدین افغانی کے رمزِ سیاست سے بہرہ مند ہو کر یہ صاحبِ جلال و کمال اقبال بنا۔

حضرت علامہ اقبال کے افکار کئی زبانوں میں ترجمہ ہوئے۔ دنیا کے مختلف اقوام ان کے ابدائی و افقی نظریات سے روشناس ہوئے۔ دیگر اقوام کی طرح پشتون بھی جنوب مشرقی ایشیا کی ایک خاص اور اہم قوم ہے، اور اقبال کے افکار کا مرکزِ توجہ بھی بنی رہی۔ اقبال کو پشتونوں سے کئی توقعات بھی تھیں۔ اسی مناسبت سے کئی منظومات میں انہیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ بالکل اسی انداز میں پشتونوں نے بھی اپنے اس محسن و مدی کو چاہا اور ان کے افکار سے مستفید ہوئے۔

پشتو شعراء نے افکارِ اقبال کا اثر قبول کیا۔ پشتون شعراء نے اقبالیات کے پشتو منظوم تراجم کیے اور اقبال کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا۔ علامہ اقبال کی عظیم شاعری کا بنیادی مزاج بھی پشتو شاعری کو متاثر کر گیا۔

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے اس کتاب میں ایسے پشتون شعراء کا تذکرہ کیا ہے، جنہوں نے اقبالیات کے پشتو منظوم تراجم پیش کیے، کلامِ اقبال کو اپنی شاعری میں استعمال کیا، اور اقبال کو منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا۔ ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی پشتو موضوعات کے متعلق لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال کے کئی موضوعات پشتو شاعری میں داخل ہوئے۔ ان موضوعات پر تحقیق ضروری تھی، تاکہ اقوامِ عالم کی طرح پشتون قوم جتنا اقبال سے متاثر ہوئی، پشتو شاعری پر اقبال کے جو اثرات مرتب ہوئے، ان کو افشا کرنے سے اقبال کے افادی افکار کی ترویج و اشاعت میں مزید مدد ملے گی۔ بحیثیتِ مجموعی، ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے اس کتاب میں پشتو شعراء کے منظوم کلام کو اقبال کی خدمت میں پیش کر کے پشتو شعراء کی طرف سے اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کی کتاب "کلیاتِ اقبال: اردو پشتو ترجمہ"، اقبال کے اردو کلیات کا پشتو زبان میں ترجمہ ہے۔ حضرت علامہ کے افکار کئی زبانوں میں ترجمہ ہوئے، اور دنیا کی مختلف اقوام ان کے ابدائی و افادی افکار سے روشناس ہوئیں۔ دیگر اقوام کی طرح پشتون قوم بھی مشرقی ایشیا میں ایک خاص مقام رکھتی ہے، اور اقبال کے کئی افکار کی توجہ کا مرکز بنی رہی۔ اقبال کو پشتونوں سے کئی توقعات بھی تھیں۔ اسی مناسبت سے کئی منظومات میں علامہ اقبال نے پشتون قوم کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ پشتو شاعری نے افکارِ اقبال کا اثر قبول کیا، اور پشتون شعراء نے اقبالیات کے پشتو منظوم تراجم بھی کیے۔

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے اس کتاب میں اردو کلیات، جن میں "بانگِ درا"، "بالِ جبریل"، "ضربِ کلیم"، اور "ارمغانِ حجاز" شامل ہیں، کا پشتو زبان میں ماہیت و نوعیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا۔ ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی اپنے ایک انٹرویو میں تراکیم کو اس کتاب کا تعارف پیش کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ "جی بالکل، کلیاتِ اقبال فارسی کے منظوم پشتو ترجمے کی طرح، یہ علامہ کے اردو کلیات کا منظوم پشتو ترجمہ ہے، جو مختلف شعراء نے افغانستان و پاکستان میں کیا تھا۔ ان کو میں نے یکجا کر کے اور ان پر ریسرچ کر کے اقبال اکیڈمی لاہور سے شائع کروایا۔"

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی کی یہ کتاب 2017ء میں شائع ہوئی، اور اسے اقبال اکیڈمی لاہور نے شائع کیا۔ کتاب درمیانے سائز میں مجلد ہے۔ علامہ اقبال کی تصویر کتاب کی جلد کے درمیان لگائی گئی ہے، جس سے کتاب کی خوبصورتی اور دلکشی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

کتاب کا ابتدائیہ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے پشتو زبان میں کیا، جس میں انہوں نے کتاب کا تعارف اور اس کے مقاصد کو واضح کیا۔ کتاب کے صفحہ 22 تا 23 میں ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے 29 کتابیات اور حوالہ جات کو درج کیا ہے۔ پاکی کتاب میں کلیاتِ اردو کا پشتو زبان میں ترجمہ ہے۔

بانی کتاب میں کلیاتِ اردو کا پشتو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے، جس کے نمونے کو کلیاتِ اردو کی نظم اور اس کے پشتو زبان میں ترجمہ بھی کیا گیا ہے، اور اسے "ہمالیہ" کا نام دیا گیا ہے۔

ضربِ کلیم کا پشتو ترجمہ شاعر محمد نواز نے کیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے ریسرچ کے بعد اس کی ماہیت اور اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ضربِ کلیم کے تمام عنوانات کے تحت منظومات کا پشتو ترجمہ کیا۔

ارمغانِ حجاز کا پشتو ترجمہ امیر حمزہ شنواری نے کیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے اس ترجمہ پر ریسرچ کر کے اس میں کمی و بیشی اور فٹ نوٹس کے ساتھ ساتھ اس کتاب کو پیش کیا۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے ارمغانِ حجاز کی 16 نظموں کا منظوم پشتو ترجمہ کیا۔

اور ارمغانِ حجاز کا دوسرا حصہ، جس کا پشتو ترجمہ امیر حمزہ شنواری نے کیا تھا، ڈاکٹر عبدالرؤف نے اس طرز کو ریسرچ کر کے اس میں کمی و بیشی کے فٹ نوٹس کو شامل کیا، اور اس میں طویل نظم "ابلیس کی مجلسِ شوریٰ" کے چند اشعار کو بھی پیش کیا۔

بحیثیتِ مجموعی، ڈاکٹر عبدالرؤف نے اقبال کے اردو کلیات کو ترجمہ کر کے پشتو زبان میں اکٹھا کر کے کتاب کی صورت میں پیش کیا۔ یہ کتاب نہ صرف آج کے پشتونوں کے لیے، بلکہ ہر آنے والی نسل کے لیے بھی اہمیت کی حامل ہے۔

موجودہ دور میں علامہ اقبال کے افکار مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں۔ دنیا کے مختلف اقوام اقبال کے ادبی اور افادی افکار سے روشناس ہو رہی ہیں۔ دنیا کی دیگر قوموں کی طرح پشتون قوم بھی مشرقی ایشیا میں اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیق نے علامہ اقبال کے فارسی کلام، جس میں "اسرارِ خودی"، "رموزِ بیخودی"، اور "پیامِ حجاز" شامل ہیں، کو پشتو میں ترجمہ کرتے ہوئے پیش کیا۔ کتاب کے ابتدائیہ میں ڈاکٹر عبدالرؤف نے کتاب کی اہمیت اور مقاصد کو پیش کیا، اور جس پر بے انتہا بحث کی۔ انہوں نے اس کتاب کی تیاری میں جن ماخذ کا ذکر کیا، ان میں 22 حوالہ جات اور 29 کتب شامل ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے "زبورِ عجم"، جس کے پہلے "تقویمِ حق" کا خاکیل نے پشتو زبان میں ترجمہ کیا تھا، اسی ترجمے کو بعض تحریفات اور اضافات کے ساتھ دوبارہ یکجا کر کے "کلیاتِ اقبال فارسی" کو پشتو میں پیش کیا۔ ڈاکٹر نے "زبورِ عجم" کے 32 غزلیات کا منظوم پشتو ترجمہ بھی کیا۔

پاکستان و افغان سفارت خانے سے منسلک رہے۔ 1949ء میں اہلِ حرات کی جانب سے افغانستان کے دورہ ہفتم کے لیے وکیل منتخب ہوئے۔ 1954ء میں کہرہ کے دورِ حکومت میں افغانستان کے سفیر بھی مقرر ہوئے۔ علامہ سلجوقی نے فارسی کے علاوہ عربی اور انگریزی زبانوں سے بھی استفادہ کیا۔ ان کی تالیفات آج بھی دنیا میں مانی جاتی ہیں، جس میں "تاریخِ فتوحاتِ اسلامیہ"، "مقدمہ علم الاخلاق) "جلد دوم(، "تہذیبِ اخلاق"، "افکارِ شاعر"، "نگاہِ بازباہی"، "نقدِ بیدل" وغیرہ شامل ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"تاریخِ فتوحاتِ اسلامیہ" میں انہوں نے سید حسن بن سید علامہ سلجوقی کے تمام مطبع سے 450صفحات میں شائع کیا۔ "مقدمہ علم الاخلاق" (جلد اول) میں انہوں نے 42صفحات پر مشتمل ایک ترجمہ لکھا، جو کہ 1952ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کی جلد دوم میں 352صفحات شامل ہیں۔ جبیرہ استاد سلجوقی کا یہ عصر کابل کی وزارتِ مطبوعات کے شعبہ نشریات کی جانب سے 324 ہجری میں شائع ہوا۔

یونس کا شمار پشتو کے معتبر شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق خیال قبیلے سے ہے۔ رحمت اللہ تک نے پشاور میں 1140 ہجری میں ان سے ملاقات کی۔ اس وقت یونس کی عمر 21سال تھی۔ ان کے والد محمد خان کسی وجہ سے خیبر میں رہنے لگے۔ محمد یونس، مہمان بابا کے شاگردوں میں سے ہو گیا۔ ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے "شیر و شکر" میں ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کا دیوان، وزارتِ اطلاعات افغانستان کی جانب سے کابل کے مطبع سے 1325ہجری میں شائع ہوا۔ ان کے پشتو دیوان میں "دستِ یاب" بھی شامل ہے، اور دوسری طرف "شیر وشکر" کے نمونے بھی موجود ہیں۔

ڈاکٹر عبدالروٗف نے "شیر و شکر" میں پشتو، فارسی، اور اردو کے کلام میں مطابقت اور اردو زبان کی بنا پر مسلم قوم کو بالخصوص افغان اور پشتون کو جوڑے رکھا۔ ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے افغانستان اور پشتو شعراء کے احوال و آثار کو "شیر و شکر" میں فارسی پشتون ہونے کے حوالے سے پیش کیا۔ اس کے بعد پشتو کی فہرست، فارسی، اردو، اور اخبارات ومجلات کا حوالہ بھی پیش کیا۔

اس حصہ میں ڈاکٹر کی قیمتی اردو تصانیف کو زیرِ بحث لایا گیا۔ بحیثیتِ مجموعی، ڈاکٹر عبدالروٗف کی دونوں تصنیفات "ترتیبِ شکست" اور "شیر وشکر" ایک بلند ادبی مقام رکھتی ہیں۔ "شیر وشکر" میں جہاں پر ڈاکٹر عبدالروٗف رفیق نے افغان کے تفصیلی جائزہ لیا ہے، وہاں پر ادب کی وسعت کو اجاگر کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ کمپوزنگ کی کہیں کہیں غلطیاں ضرور موجود ہیں، لیکن مجموعی طور پر تصانیف پر محنت کی گئی ہے۔

بحیثیتِ مجموعی، ڈاکٹر عبدالروٗف کی یہ تحقیق اقبالیات سے ہم سنگ ہونے کی اہمیت کی حامل ہے۔ بالخصوص پشتو شعراء کی اقبالیات خدمات کو اکٹھا کرکے ایک مقالہ کی صورت میں پیش کرکے تحقیقی کاوش کا عمدہ نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

مایہ ناز ماہرِ اقبالیات اور اردو، پشتو، وفارسی زبان وادب کے ماہر ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی نے ڈائریکٹر اقبال اکادمی پاکستان کا عہدہ سنبھال لیا۔ ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کی اقبالیات کے ساتھ ساتھ اردو، فارسی، و پشتو ادب کی ریسرچ و تخلیقی موضوعات پر تقریباً 53 کتب اور کئی مقالات پبلش ہو چکے ہیں۔ "افغانستان میں اقبال شناسی کی روایت" اقبال شناسی میں آپ کی ایک معرکہ آرا تصنیف ہے۔

ڈاکٹر عبدالروٗف رفیقی کی اقبال اکادمی پاکستان آمد پر ایڈمنسٹریٹر ایوان اقبال جناب انجم وحید، سربراہ شعبہ ادبیات ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، ڈاکٹر وحید الزمان طارق، چودھری فہیم ارشد اور محمد اسحاق نے استقبال کیا۔ اس موقع پر ان کو گلدستہ بھی پیش کیا گیا۔

سوال: ڈاکٹر صاحب اپنے تحقیقی کام کے حوالے سے کچھ رہنمائی فرمائیں؟

جواب: میرا پی ایچ ڈی مقالہ اور اس کے علاوہ دیگر مقالہ جات، پشتو اور افغان شعرا ءسیر اقبال شناسی در افغانستان کا مقدمہ بھی اردو میں ہے "شیر و شکر" کے نام سے ایک مشترکہ پشتو فارسی کتاب ہے۔ جس پر میں نے جس پر تحقیقی کام می را موجود ہے، پشتون کی فارسی

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

شاعری پر میں نے ایک دقیق کام کیا ہے جس میں 430 پشتون النسل شعراء پر میں نے "شکرستان روہ" کے نام سے تحقیقی کام کیا ہے اور تحقیق کے میدان میں مزید بھی پیشرفت جاری ہے۔(29)

نتائج

- افغان شعرا کا تذکرہ :ڈاکٹر رفیقی نے تقریباً400 سے زائد افغان شعرا کے حالات و کلام کو اردو زبان میں محفوظ کر کے ایک مستند ماخذ فراہم کیا۔
- زبانوں کا تعامل :ان کی تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ پشتو، فارسی اور اردو زبانوں میں باہمی ربط اور ادبی اثرات نے تہذیبی ہم آہنگی کو فروغ دیا۔
- اقبالیات سے تعلق :چونکہ ڈاکٹر رفیقی کا پی ایچ ڈی مقالہ بھی اقبالیات اور افغان شناسی پر تھا، اس لیے ان کی تحریروں میں اقبال کے افکار کی جھلک نمایاں ہے۔
- ادبی خدمات کا اعتراف :بلوچستان کی طرف سے انہیں اعزازی ایوارڈ دیا گیا، جو ان کی علمی خدمات کا اعتراف ہے۔

بین الاقوامی اہمیت" :شیر و شکر" میں انہوں نے تہذیبوں کے درمیان مکالمے اور زبانوں کے ذریعے امن و محبت کا پیغام دیا، جو عالمی سطح پر قابلِ قدر ہے۔

سفارشات

- مزید تحقیق :افغان شعرا کی خدمات پر مزید تحقیقی کام کیا جائے تاکہ نئی نسل کو ان کے علمی ورثے سے روشناس کرایا جا سکے۔
- زبانوں کی ترویج :اردو، فارسی اور پشتو زبانوں کے باہمی تعلق پر مزید مطالعہ کیا جائے تاکہ تہذیبی ہم آہنگی کو فروغ دیا جا سکے۔
- بین الاقوامی سطح :عالمی اداروں کو چاہیے کہ پشتون اور افغان شعرا کی خدمات کو بین الاقوامی سطح پر متعارف کرائیں۔
- ادبی اداروں کا کردار :جامعات اور تحقیقی ادارے اس موضوع پر سیمینارز اور کانفرنسز منعقد کریں تاکہ علمی مباحث کو فروغ ملے۔
- نئی اشاعتیں :ڈاکٹر رفیقی کی کتابوں کو جدید ایڈیشنز کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جائے تاکہ زیادہ قارئین تک رسائی ممکن ہو

۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حوالہ جات

1. بحوالہ ڈاکٹر عبدالرؤف رفیق،2010ء" شکرستان رووہ"،کوئٹہ: وطن پبلی کیشنز،خدائیدار چوک، ص:ا۔ل۔تا۔ا۔م
2. ایضاً،ص:ا۔ت
3. ایضاً،ص:ا۔ص
4. ایضاً،ص:ا۔ص
5. راقم کاڈاکٹر عبدالرؤف رفیق کی سے انٹرویو،بتاریخ6 دسمبر2024ء بمقام اقبال اکیڈمی،لاہور،چار بجے۔
6. راقم کا انٹرویو عبدالرؤف رفیق سے،بتاریخ24نومبر2024ء بمقام HECاکیڈمی آفس، اسلام آباد،چار بجے۔
7. عبدالرؤف رفیق،ڈاکٹر،2017ء"شیر وشکر" کوئٹہ: عبدالصمد خان اچکزائی شہید چیئر یونیورسٹی آف بلوچستان ،ص:۱۱
8. راقم کاڈاکٹر عبدالرؤوف رفیق سے انٹرویو،مورخہ 6 دسمبر2024ء،چار بجے،بمقام اقبال اکیڈمی لاہور۔
9. عبدالرؤف رفیق،س2000ء"پشتو شاعری پر اقبال کے اثرات" ،غیر مطبوع،اسلام اباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1997ء)ص: ۱۲،مقالہ ایم فل اقبالیات
10. "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد پنجم(پنجاب: دانش گاہ،طبیع اول،1971ء)ص: ۲۲۶
11. عبدالحکیم, خلیفہ،ڈاکٹر،1961ء"فکر اقبال" ،لاہور: بزم اقبال اکیڈمی،باردوم،ص: ۱۵۵
12. محمد عظیم،ملک،1957ء"عکس اقبال"لاہور: مکتبہ میری لائبریری،ءص:۱۹۳
13. عبدالرؤف رفیق، 2000ء"پشتو شاعری پر اقبال کے اثرات" (غیر مطبوعہ)،ص:۳۷،مقالہ ایم فل اقبالیات
14. نقوش نمبر ۲، اقبال نمبر(لاہور: ادارہ فروغ اردو،دسمبر1977ء)ص:۳۲۶
15. عبدالرؤف رفیق، 2000ء"پشتو شاعری پر اقبالیات کے اثرات" (غیر مطبوعہ)،ص:۴۸
16. محمد عظیم،ملک،"عکس اقبال" ،ص:۲۰۷،مقالہ ایم فل اقبالیات
17. عبدالرؤف رفیق،"پشتو شاری پر اقبالیات کے اثرات" (غیر مطبوعہ)،ص:۵۶
18. علامہ اقبال،ڈاکٹر،"کلیات اقبال" اردو،ص:۲۷۰،مقالہ ایم فل اقبالیات
19. عبدالرؤف رفیق،س2000ء"پشتو شاعری پر اقبالیات کے اثرات" (غیر مطبوعہ)،ص:۴،مقالہ ایم فل اقبالیات
20. عبدالرحمن طارق،1903 ء،"جوہر اقبال"لاہور: قومی کتب خانہ،ءص:۲۰
21. علامہ اقبال،ڈاکٹر،"کلیات اقبال" اردو،ص:۱۵
22. عبدالرؤف رفیق،2000ء "پشتو شاری پر اقبالیات کے اثرات" (غیر مطبوعہ)،ص:۲۵،مقالہ ایم فل اقبالیات
23. عبدالرؤف رفیق،2000ء"پشتو شاعری پر اقبالیات کے اثرات" (غیر مطبوعہ)،ص:۸۱،مقالہ ایم فل اقبالیات
24. عبدالرؤف رفیق،2000ء "پشتو شاعری پر اقبالیات کے اثرات" (غیر مطبوعہ)،ص:۱۹۰،مقالہ ایم فل اقبالیات

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

25. ایضاً، ص:191
26. ایضا
27. ایضا
28. ایضا
29. راقم کا ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی سے انٹرویو، مورخہ 22 نومبر، 2024ء، چار بجے، بمقام اقبال اکیڈمی لاہور۔